UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224399
UNIVERSAL
LIBRARY

جلد ۸

نظارہ پرستان

نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول معدوم)، باپ کا قاتل۔ خونی تلوار وغیرہ

مصنف

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس

مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو بچہ سالانہ ادا کر کے اب بن جائیے

اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

لال برادرس

مقام اشاعت:- ڈیرہ دون

چیف دفتر:- ۷ - پارسنز روڈ نولکھا لاہور

نیو پریس ڈیرہ دون میں باہتمام سوامی راما نند سنیاسی چھپی اور لال برادرس نے ڈیرہ دون سے شائع کی

اشاعت اول　　　قیمت ۶ر

حقوق محفوظ

رینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور عبرت خیز ہے
ناول مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے
معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان
سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی
طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پُرشور
مقامات سے گذرتی ہے مگر اس کے کنارے جا بجا آسائش
فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور
بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے
پُر ہے مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی
صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود
تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر
اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر
شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا

۱۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۳۴۸ صفحوں سے
زیادہ قیمت ۱۶ محصولڈاک الگ۔
جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ حصہ اول کی
قیمت ۸ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ ر علاوہ محصولڈاک ہے

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکۃ آلارا ناول مسٹریز آف لنڈن کے
دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیے۔ کہ دو جداگانہ داستانیں
ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول
سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو
جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے مگر دلچسپی
اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر ممکن سمجھا
جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ
جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں وہاں
اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف
نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حالت میں انسان کی فطری
خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور
شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی
بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۶۶۴ صفحوں سے
زیادہ قیمت ۱۴ محصولڈاک الگ۔
جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ
کی قیمت ۱۲ ر علاوہ محصولڈاک ہے۔

لالہ برادرس ۷ سارسنز روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو عہ کا منی آرڈر بھیج کر بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی

آٹھویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس کے سب سے زبردست ناول

کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۴ء

لال برادرس

نے ڈیرہ دون سے شائع کیا

صدر دفتر:- ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت اول

قیمت عہ

حقوق محفوظ

دو دو باتیں

ماہ ستمبر میں اصحاب ذیل نے ایک ایک نیا خریدار عنایت کیا جس کے لیئے تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے (۱) جناب مسٹر اے۔ ایف مینشی پوسٹل پنشنر (۲) جناب کنور محمد معظم علی خاں صاحب۔

بعض اور اصحاب کی تحریک پر وی۔ پی بھجوائے گئے ہیں۔ مگر جب تک وصولی عمل میں نہ آئے ان کو نئے خریداروں میں شامل کرنا پیش از وقت ہوگا۔ کیونکہ بارہا ایسے وی۔ پی واپس آجاتے ہیں اور ان محسنان خاص کی خدمت میں جو اس سلسلہ میں دست امداد دراز کر رہے ہیں ہمارا التماس ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نئے خریداروں کا زرچندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوایا کریں۔ یا اگر کسی وجہ سے ایسا کرنا غیر ممکن ہو تو پھر اس کا پوری طرح اطمینان کریں کہ وی۔ پی واپس نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے فائدہ کی بجائے اور نقصان ہوتا ہے۔

جناب نور محمد صاحب منہاس ماسٹر ٹیلر ہمارے دیرینہ کرمفرما ہیں۔ اور ان کے بھجوائے ہوئے وی۔ پی بہت کم واپس آتے ہیں۔ مگر اس ماہ ان کے عطا کردہ نئے خریدار نے بھی وی۔ پی وصول نہ کیا۔ امید ہے جناب ماسٹر صاحب اس کمی کو ماہ آئندہ میں پورا کر دیں گے۔

کچھ کرمفرما ایسے بھی ہیں جو بعض مجبوریوں سے نئے خریدار نہیں دے سکتے۔ مگر اس کی تلافی نقد امداد کے ذریعہ کر رہے ہیں۔ ماہ ستمبر میں جناب رام نرائن صاحب سکسینہ نے ریاست ٹونک سے اس سلسلہ میں دس روپے بطور امداد عطا کیئے اور جناب عبداللہ صاحب سائیکل مرچنٹ نے جنوبی افریقہ سے ۶عہ کی بجائے ۱۰عہ سالانہ چندہ مرحمت کیا۔ ہم ان ہر دو اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے وہ اصحاب بھی جو وعدے کر کے بھول گئے۔ بہت جلد ان کو ایفا کریں گے۔

ہر قسم کی احتیاط کے باوجود کچھ جلدیں ماہوار رسالہ میں گم ہو جاتی ہیں۔ خریداروں سے درخواست ہے کہ اگر ان کا پرچہ کسی مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک نہ پہنچے۔ تو اس کی اطلاع بھیجدیں۔ کہ اس کے بعد کسی جلد کا ملنا نہ ملنا اتفاقات پر ہے۔ تین تین چار چار ماہ کے بعد عدم رسی کی شکایت کرنا واقعی نامناسب ہے۔ اور اس کا سلسلہ ختم ہونا چاہیئے۔

ترقی اشاعت کے لئے جو کچھ ہمیں کہنا تھا کہہ چکے۔ اب کرمفرماؤں کے عمل کا وقت ہے وعدوں کی ضرورت نہیں۔

نظارہ پرستان

آٹھویں جلد

باب ۔ ۱۴

نمائش

ڈیوک آف سٹالبرگ نے کونٹ روڈکی سے ۔ کونٹ نے شویلیر گیبنس سے ۔ اس نے شویلیر کیسیر سے اور آفرالذکر نے کرسچن سے کہہ دیا تھا ۔ کہ یوم نمائش کو تعطیل ہو گی ۔ پس اس نے فوجی نمائش دیکھنے کا ارادہ کیا ۔ اور اس غرض سے ہائڈ پارک کی طرف روانہ ہوا ۔

یہاں پر نمائش کی تفصیلات میں داخل ہونا یقیناً بے سود ہو گا ۔ مختصر یہ کہ پارک میں ہر طرف فوج کے جوانوں اور خلقت کا انبوہ کثیر تھا باغ کے گرد سڑکوں پر بے شمار گاڑیاں کھڑی تھیں ۔ بعض میں خوش پوش مرد اور حسین عورتیں سوار تھیں ۔ مگر ان کا بڑا حصہ خالی تھا ۔ کیونکہ کثیر التعداد لوگ فوجی نمائش کو پاس جاکر دیکھنے کی غرض سے گاڑیوں سے اُتر کر پیدل ہو لئے تھے اس تقریب پر انگلستان کے جملہ اکابر و عمائد نیز فوج کے جرنیل اور افسر جمع تھے ۔ مگر لوگوں کی توجہ سب سے بڑھ کر ڈیوک کی ذات پر پڑتی تھی ۔ چنانچہ اس سے اگلے دن اخبارات نے نمائش کا ذکر کرتے ہوئے ڈیوک کا نہائت شاندار لفظوں میں ذکر کیا ۔ اور لکھا کہ ان کا عملہ دیدہ زیب تھا ۔ ہمیں معلوم نہیں اخبارات کے رپورٹروں کو ڈیوک کے عملہ میں شان دیدہ زیبی کے کون سے

نظارے دکھائی دئے۔ بہرحال ممکن ہے ان میں سے بعض ہیر ہمبگ کی کلغی یا بیرن رگیڈ بیک کی دیدہ پتاون پر فریفتہ ہو گئے ہوں۔ یا ممکن ہے ناٹک کے سامان کی طرح اس قسم کی چیزیں دور سے اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ جہاں اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کا واسطہ ہو اخبارات کے مدیر و مخبر ادائے فرض سے زیادہ ادائے اخلاق کو ضروری سمجھا کرتے ہیں

اسی ہجوم میں ملا ہوا کرسچن۔ بہن کو تلاش کرتا پھر رہا تھا جس کی نسبت اُسے یقین تھا کہ وہ لیڈی اکٹیوین میریڈتھ کے ہمراہ ضرور اس مجمع میں شامل ہوئی ہوگی۔ مگر جب بہت دیر پھرنے پر بھی وہ اس کو نظر نہ آئی۔ تو ناچار تھک کر میلہ سے رخصت ہوا چاہتا تھا کہ ایک جگہ آنریبل مسٹر سٹینہوپ کا شرف دید حاصل ہوا۔ جو لڑکھڑاتے ہوئے پیدل چل رہے تھے اور جن کی صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ حضرت نے اس موقعہ پر خوب دل کھول کر پی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ شرابیوں کی طرح گرے پڑتے تھے۔ بہرحال کچھ تو اُن کا چہرہ تمتما یا ہوا تھا۔ کچھ وہ حسین عورتوں کی طرف اس انداز سے جھانکتے تھے۔ جس سے ان کی حالت کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا۔ کرسچن کو جو اس شخص کی فطرت سے پوری طرح واقف ہو چکا تھا۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر سخت نفرت ہوئی۔ اور جب اس نے اسے چند جوان عورتوں کی طرف جن کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا۔ گھورتے ہوئے دیکھا۔ تو غصہ بھی بہت آیا۔ دفعتاً اُسے ایک خوش پوش جوان عورت تیز چلتی اور حالت اضطراب میں ادھر اُدھر دیکھتی نظر آئی۔ معلوم ہوتا تھا وہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئی ہے۔ یا ان گاڑیوں کی قطاروں میں جو دور تک پھیلی ہوئی تھیں کسی خاص گاڑی کو تلاش کر رہی ہے۔ اتنے میں وہ پاس آ گئی۔ اور اب جو کرسچن کو اس کی صورت دیکھنے کا موقعہ ملا۔ تو ناظرین اس وقت کی حیرت و مسرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب اسے معلوم ہوا۔ کہ یہ تو حسین و جمیل اسابیلا ونسنٹلے کے سوا کوئی اور نہیں۔

وہ تیز چل کر اس کے پاس جانا چاہتا تھا۔ کہ معلوم ہو اسے اتنی پریشانی کیوں ہے۔ کہ اتنے میں شرابی سٹینہوپ اس سے بھی پہلے اس نازنین کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کچھ اس قسم کے گستاخانہ الفاظ کہے کہ اسابیلا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور اس نے اس کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھا۔ غصہ اور جوش سے بے تاب ہو کر کرسچن غیر معمولی تیزی رفتار سے اس شخص کی طرف بڑھا جس کی نسبت اسے معلوم تھا۔ کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی شرمناک سازش میں شریک رہ چکا ہے۔ اور منہ سے ایک لفظ تک کہنے کے بغیر ایک ہی وار میں اسے فرش زمین پر گرا دیا

پھر وہ اس نازنین کی طرف مڑ کر کہنے لگا "مس ونسنٹ۔ کیا اس ناہنجار نے آپ کی شان میں بھی کوئی ایسا ہی گستاخانہ کلمہ کہا۔ جیسا ایک بار میری بہن سے کہا تھا؟"

مگر اسابیلا اتنی پریشان اور مضطرب تھی۔ کہ جواب میں ایک لفظ تک نہ کہہ سکی۔ اتنے میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ ہر طرف سے کرسچن کی اس امداد پر اظہار پسندیدگی کی آوازیں سنائی دیں۔ کیونکہ کئی شخصوں نے سٹینہوپ کے نازیبا طرز عمل کو دیکھا تھا۔ سٹینہوپ فوراً کپڑے جھاڑ کر اٹھا۔ اور کرسچن کو گالیاں دے کر دل کی بخار نکالنا چاہتا تھا۔ کہ اُسے پہچان کر چپ ہو گیا۔ چونکہ اس نے ڈیوک آف مارچ مونٹ کی زبانی قصر اوک لینڈس کی سازش کا نتیجہ سن لیا تھا۔ اور اُسے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اس معاملہ میں سب راز کرسچن کی بدولت ہی فاش ہوا ہے اس لئے اب اس کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ اتنے میں پولیس کا ایک سپاہی ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ کرسچن تو مس ونسنٹ کو ساتھ لے کر ایک جانب چل دیا۔ اور حاضرین نے سپاہی کے روبرو مسٹر سٹینہوپ کے گستاخانہ طرز عمل کا حال بیان کیا۔ اور بتایا۔ کہ اسے اس کی شرارت کی قرار واقعی سزا دی جا چکی ہے۔ بعدازاں معلوم ہوا۔ کہ سٹینہوپ نے واقعی بہت شراب پی رکھی تھی۔ پولیس کے سپاہی نے اُسے دھکے دے کر باغ سے نکال دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ اگر تم نے دوبارہ اس طرف آنے کی جرأت کی۔ تو یاد رکھو فوراً گرفتار کر لئے جاؤ گے

دوسری طرف جیسا بیان کیا گیا ہے۔ کرسچن اسابیلا کو ساتھ لے کر ایک طرف کو چل دیا تھا۔ وہ نازنین اس طرح اس کے بازو کا سہارا لئے چل رہی تھی۔ گویا وہ اس کا محافظ ہو۔ یا دونو میں بہن بھائی کا رشتہ قائم ہو۔ وہ اب تک اتنی پریشان تھی۔ کہ نہ اس کے منہ سے کوئی لفظ نکلا۔ نہ وہ کرسچن کا بصورت الفاظ شکریہ ادا کر سکی۔ گو نگاہ سے برابر انداز تشکر ظاہر تھا۔ علاوہ بریں شرمگیں آنکھوں کی وہ ملائمت جسے حیائے دوشیزگی سے غیر مطابق نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس بات کا پتہ دے رہی تھی۔ کہ اس کے دل میں بھی کرسچن کے لئے کچھ نہ کچھ پاس محبت ضرور ہے نازنین کو ہجوم کے نرغہ سے باہر لے جاتے ہوئے کرسچن تھوڑی دیر خاموش رہا۔ اس کے سینہ میں وہ ناقابل بیان احساس راحت تھا۔ جو عشق اول کا خاصہ ہے۔ ہجوم جذبات سے الفاظ نوک زبان پر آ کر رک جاتے تھے۔ اس کی اس وقت کی حالت کا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو کبھی مبتلائے عشق ہوئے ہوں۔ اور جنہیں اس قسم کے موقعے پیش آ چکے ہوں۔ آخر کار اس قسم کی دبی ہوئی آواز سے جو ہجوم خیالات کا لازمہ ہوتی ہے۔ اس نے کہا "مس ونسنٹ کیا آپ

دوستوں سے جدا ہوگئی ہیں۔ کیونکہ میں نے دیکھا۔ آپ کسی کو تلاش کرتی پھر رہی تھیں؟"

"ہاں سٹرائیشن"۔ اس نے جواب دیا۔ "مگر پہلے آپ مجھے اس بروقت امداد کے لئے جس کی بدولت ایک گنوار شخص سے نجات حاصل ہوئی۔ ادائے شکریہ کا موقعہ دیجئے۔ درحقیقت ... مگر آہ! وہ شخص جس کی مجھے تلاش تھی۔ آگیا"۔ یہ آخری الفاظ اس نے پہلے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر یکایک کہے۔

کرسچن نے دیکھا کہ ایک طویل القامت خوش پوش اور شکیل جوان تیز چلتا ان کی طرف آ رہا ہے۔ اس کی وجیہہ مردانہ صورت کو ایک ہی نظر دیکھ کر کرسچن کے سینہ میں حسد کی آگ پیدا ہونے لگی ... مگر نہیں چونکہ اس کے سینہ پاک کو آتش حسد سے آلودہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس لئے یوں کہنا چاہئے۔ کہ اسے اس خیال سے رنج ہوا۔ کہ ایک اور شخص حسین اسابیلا کو مجھ سے جدا کر کے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آرہا ہے۔

اجنبی نے مس ونسنٹ کو ایک ایسے نوجوان کے بازو کا سہارا لئے دیکھ کر جو اس سے کم سن مگر برابر شکیل تھا۔ کرسچن کی طرف انداز حیرت سے دیکھا۔ پھر اسابیلا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "آخر کیا بات ہوئی۔ کہ تم جماعت سے الگ ہو کر اس طرف چلی آئیں؟"

اسابیلا کہنے لگی "میں ہجوم میں مل کر آپ لوگوں سے جدا ہو گئی۔ اور آپ ہی کو تلاش کر رہی تھی۔ کہ ایک شخص نے رستہ روکنے کی کوشش کی۔ اس وقت آپ نے" کرسچن کی طرف انداز شکر گذاری سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بڑی فیاضی سے میری مدد کی ..."

"میں اس عنائت کے لئے تہ دل سے آپ کا ممنون ہوں"۔ شکیل اجنبی نے کرسچن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔ "میری جلد بازی معاف کیجئے۔ مگر ہمارے ساتھی چونکہ مس ونسنٹ کی وجہ سے پریشان ہیں ..."

اتنا کہہ کر اس نے اسابیلا کو بازو پیش کیا۔ اور اس کے طریق عمل اور نامکمل الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کر رخصت ہونے کو بے قرار ہے۔ نازنین نے کرسچن سے ہاتھ ملایا۔ ایک بار پھر نگاہ سے شکریہ ادا کیا۔ اور اب کی صورت پر ملائمت کا وہ ہلکا اثر ظاہر تھا جس کا اظہار کسی نیک و پاک عورت کی طرف سے ممکن ہے۔ اس کے ساتھی نے بھی کرسچن کو سلام کیا۔ اور دونو ایک گاڑی کی طرف ہولئے۔ جس میں ایک مرد شریف اور خاتون سوار تھے۔ مگر جن کے چہرے کرسچن کو نظر نہیں آئے۔ اجنبی اسابیلا کو ساتھ لے کر گاڑی پر

سوار ہوگیا۔ اور وہ تیزی سے چلنے لگی۔ اس وقت اول مرتبہ کرسچن کو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی گاڑی ہے جس میں مس ولسنٹ مسز جیب کے مکان سے رخصت ہوئی تھی۔ ایک بار اس کے جی میں آئی۔ کہ پاس کھڑی ہوئی گاڑیوں کے کسی آدمی سے دریافت کرے یہ کس کی گاڑی ہے۔ مگر چونکہ سب گاڑیاں چلنے کے لئے تیار ہو رہی تھیں۔ اور ہر شخص کام میں مصروف تھا۔ اس لئے اس کا موقعہ نہ ملا۔ فوجی نمائش ختم ہو چکی تھی۔ اور ہجوم منتشر ہو رہا تھا۔ حالات پیش آمدہ میں کرسچن چپ چاپ ایک طرف کو چلنے لگا۔ مگر اس موقعہ پر اس کے دل میں راحت آمیز خیالات اور ناخوشگوار احساسات کا ایک عجیب اشتراک تھا۔ نازنین اسابیلا نے اس کی طرف جن نظروں سے دیکھا تھا ان کی وجہ سے تو سینہ میں خوشی کی لہر پیدا ہو رہی تھی۔ مگر دوسری جانب اس اجنبی کا وجود جو اسے اس سے چھین کر لے گیا باعث اذیت تھا۔ اسابیلا کا ایک ایسے شکیل۔ خوش پوش اور بظاہر امیر آدمی کی صحبت میں پھرنا کرسچن کے لئے بہر طور پسندیدہ نہ تھا۔ یہ بھی ظاہر تھا کہ اس نازنین کے دوست اور رشتہ دار بہت مالدار ہیں۔ اور گو اس خیال سے حقیقتاً کرسچن کو خوشی ہوتی تھی۔ کہ اس کی حالت دفعتاً اصلاح پذیر ہوگئی۔ تاہم ساتھ ہی یہ خیال کچھ کم جگر پاش نہ تھا۔ کہ اس واقعہ کی بدولت میرے اور اس کے درمیان ایک عریض خلیج حائل ہو چکی ہے۔ مگر جس وقت یہ مایوسی بخش خیالات دل پر حاوی ہوتے۔ تو یکایک امید کی وہ ہلکی جھلک جو عہد شباب کا لازمہ ہے پھر اس کے سینہ میں پیدا ہوتی تھی۔ وہ اپنے دل کو سمجھاتا تھا۔ کہ عشق کی ہمہ گیر طاقت کے سامنے دنیاوی مدارج کی بلندی و پستی ہیچ ہیں۔ اور اس کے اثر سے ہر قسم کی مشکلات آہستہ مگر یقینی طور پر رفع ہو جاتی ہیں۔

اس طرح کے خیالات دل میں لئے کرسچن ہائڈ پارک سے نکل کر بازاروں کا چکر کاٹنے لگا۔ چلتے چلتے وہ اس شراب خانہ میں پہنچا۔ جہاں عموماً کھانا کھایا کرتا تھا۔ شراب خانہ کے کافی روم میں داخل ہو کر وہ میز کے پاس بیٹھ گیا۔ اور نوکر کو سامان اکل و شرب لانے کا حکم دیا۔ اس روز اس شراب خانہ میں غیر معمولی طور پر زیادہ ہجوم تھا۔ تھوڑی دیر میں ایک اور آدمی بھی اسی میز کے پاس بیٹھ گیا جو بظاہر کسی غیر ملک کا باشندہ تھا۔ مگر اس نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس کے طریق و اطوار ہر لحاظ سے پسندیدہ تھے۔ چہرہ پر سیاہ داڑھی اور لمبی مونچھیں تھیں کرسچن کو بڑے اخلاق سے سلام کر کے اس نے معذرتی انداز سے کہا۔ "غالباً میری وجہ سے آپ کو تکلیف تو نہ ہوگی"۔ یہ شخص انگریزی بہت روانی سے بولتا تھا۔ گو اس کے الفاظ میں جرمن

دباؤ پایا جاتا تھا۔ کرسچن نے جواب دیا" آپ شوق سے تشریف رکھیں۔ کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔" اس کے بعد دونوں میں گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور چند سرسری الفاظ کے بعد اجنبی نے جو بظاہر جرمن نژاد تھا۔ ہائیڈ پارک کی فوجی نمائش کا ذکر چھیڑ دیا۔

کرسچن اس کی باتیں سن کر کہنے لگا" میں بھی نمائش دیکھنے گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے سارا انتظام آپ ہی کے ملک کے ایک ڈیوک کے اعزاز میں کیا گیا تھا۔ جو اپنے اہلکاروں سمیت یہاں آیا ہوا ہے"

" آہ! کیا ڈیوک اور کیا اس کے اہلکار!" جرمن نے افسوسناک لہجہ میں کہا۔ اور اس کے بعد وہ شراب پینے میں مشغول ہو گیا۔ مگر اس کی صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس کے دل میں بعض ایسے الفاظ ہیں۔ جنہیں وہ زبان پر لانا پسند نہیں کرتا۔

کرسچن اس کے خیالات کو سمجھ گیا۔ اور چونکہ وہ اپنے جرمن دوستوں کی نسبت بعض حالات جاننے کا آرزومند تھا۔ اس لئے احتیاطاً اس کا ذکر نہیں کیا۔ کہ میں بھی ڈیوک کے عملہ میں عارضی طور پر شامل ہوں۔

پھر کہنے لگا" اگر یہ سوال گستاخانہ استعجاب پر محمول نہ کیا جائے۔ تو میں جاننا چاہتا ہوں۔ کیا آپ بھی جرمنی کے اسی حصہ میں سکونت رکھتے ہیں۔ جہاں ڈیوک کی املاک واقع ہیں؟"

" املاک!" جرمن نے جو بظاہر اپنے جوش کو دبانے سے قاصر تھا۔ انداز نفرت سے کہا" کیا چند سو ایکڑ زمین کو ریاستی املاک قرار دیا جا سکتا ہے؟ میرے خیال میں آپ کے اس ملک میں بہت سے اوسط درجہ کے شرفا کے پاس اس سے بہت زیادہ اراضی ہوگی۔ جتنی ڈیوک کے پاس ہے۔"

" اوہ! اوہ! کیا آپ اپنے ہی وطن کے ایک نامور شخص کی مذمت کیا چاہتے ہیں؟" کرسچن نے کہا۔

" مجھے کسی سے ذاتی عداوت نہیں۔" اجنبی نے جواب دیا" بہر حال یہ طریقہ مجھے سخت ہی ناپسند ہے۔ کہ سلطنت جرمنی کو ذرا ذرا سی برائے نام ریاستوں پر تقسیم کر کے ملک میں مصیبت و افلاس پیدا کیا جائے۔ بے شک میں جرمن قومیت کا حامی ہوں۔ اور میری خواہش ہے۔ کہ جرمن قوم متفق و متحد ہو۔ لیکن موجودہ تقسیم مجھے قطعاً پسند نہیں۔ یہ تو ایک قسم کی نفرت انگیز مطلق العنانی ہے۔ جس سے فائدہ کچھ نہیں۔ مگر نقصانات بہت ہیں۔ فرض کیجئے کوئی مسافر رستہ چلتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ کہ اس کے سامنے بلند پہاڑوں کا شاندار سلسلہ واقع

ہو۔ تو اس کا دل یقیناً ان کی عظمت سے متاثر ہوگا۔ لیکن اگر مٹی کا ایک تودہ ان پہاڑوں کی جگہ لینے کی کوشش کرے۔ تو یقیناً اس مسافر کے دل میں عظمت کی جگہ شرم و نفرت کا احساس پیدا ہوگا۔ اور اسے یہ سوچکر ندامت ہوگی۔ کہ کیا ایسی حقیر چیز کو بھی طے کرنا دشوار ہے؟ اسی طرح ہم کسی وسیع و عریض دریا کو اپنے رستہ میں حائل دیکھ کر خوف سے مرعوب ہو سکتے ہیں لیکن اگر پیلے اور گدلے پانی کی پایاب ندی کے کنارہ رُک جانا پڑے۔ تو پھر کتنا رنج محسوس ہوتا ہے یہی حالت ان خفیف اور برائے نام جرمن ریاستوں کی ہے۔ اور ملکوں میں بھی مطلق العنان حکومتیں قائم ہیں۔ مگر ان کی کچھ حیثیت تو ہے۔ وہ کچھ رعب تو رکھتی ہیں۔ حالانکہ یہ ریاستیں مطلق العنانی کا دم بھرتی ہوئی اپنی حقیقی پستی سے ہر شخص کے دل میں محض رنج و ندامت کا احساس پیدا کرنے کا موجب ہیں۔"

"واقعی میں آپ کے خیالات کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں۔" کرسچن نے جواب دیا۔

"مگر سنیئے تو۔ ابھی آپ کو پورے حالات کا علم کہاں ہوا ہے۔" اجنبی نے کہا۔ "میں خود چونکہ ڈیوک کے علاقہ کا رہنے والا ہوں۔ اس لئے اصطلاحاً اس کی رعیت ہوں۔" مگر جلدی ہی اس نے لہجہ بدل کر انداز نفرت سے کہا۔ "اس شخص کی رعیت جس کے اعزاز میں آج یہ سب نمائش کی گئی ہے۔"

"آپ کی گفتگو بہت دلچسپ ہوتی جا رہی ہے۔" کرسچن نے جس کے دل میں ان کلمات سے مادہ استعجاب پیدا ہو گیا تھا کہا۔

"دلچسپ اور حیرت خیز بھی۔" جرمن اجنبی نے کہا۔ پھر وہ آواز دبا کر کہنے لگا۔ "میرے دوست آپ سے کیا پردہ ہے۔ آج جس وقت نمائش ہو رہی تھی۔ تو میں نے وہیں اس کے شرکا میں سے ہر شخص کو اس کے اصلی رنگ میں پہچان لیا تھا۔ بخدا یہ سوچکر خون میں جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح کی نمائشوں کے ذریعہ اہل برطانیہ کو کیسی عظیم غلط فہمیوں میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ مجھ سے پوچھیئے تو اس قسم کی بناوٹ سارے ملک جرمنی کی ذلت کا موجب ہے کہ جو لوگ حقیقت میں ڈیوک کے نہایت ادنےٰ خادم ہیں۔ ان کو یہاں خاندانی امیروں کی حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان کے ناموں سے پہلے کونٹ، بیرن اور شوبلیر کے القاب شامل کئے جا رہے ہیں"

"تو کیا یہ لوگ۔ ڈیوک کے اہلکار واقعی میں وہ خطابات نہیں رکھتے جو ان کے ناموں سے منسوب ہیں؟" کرسچن نے اور بھی حیرت زدہ ہوکر پوچھا۔ "میرا خیال ہے آپ اس بارہ میں

کسی قدر مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہیں"۔

"بالکل نہیں۔" جرمن نے انداز نفرت سے کہا۔ گو اس کے لہجہ میں شروع سے آخر تک صداقت کی بو پائی جاتی تھی۔ "اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے ان ناموں کی تفصیل سنیں تو آپ پر روشن ہو جائے گا کہ ان کی اصلی حیثیت کیا ہے۔ اور میرا خیال ہے یہ تفصیل آپ کے لئے بہت کچھ بصیرت افزا ہوگی"

کرسچن میز پر آگے کی طرف جھک گیا۔ اور جرمن اجنبی نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "سب سے اول روبکی کو لیجئے جو کونٹ کہلاتا ہے۔ یہ شخص حقیقت میں ڈیوک کا خانساماں ہے۔ مگر اسے بے وجہ کونٹ کا درجہ دے کر لارڈ سٹیوارڈ کا اعزاز دے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد گمبینن ہے۔ یہ شخص جرمنی میں محض ڈیوک کا ذاتی خادم ہے۔ مگر انگلستان آنے پر اس کے نام کے ساتھ شوبلیر کا لقب بڑھا دیا گیا ہے اور وہ لارڈ چیمبرلین کہلاتا ہے۔ درجہ سوم پر نیم گرسنہ ریگڈ بیک ہے جو حقیقت میں ڈیوک کا سائیس ہے۔ مگر یہاں بیرن اور صیغہ پارچات کا افسر بنا رہتا ہے۔ یقین جانئے کہ جرمنی میں واپس جا کر اس شخص کو پھر گھوڑوں کی لید ہی جمع کرنی ہوگی۔ آگے چلئے۔ ہمیل سٹکن ایک اور سائیس ہے۔ جو یہاں جرنیل اور افسر صیغہ اسپاں کہلاتا ہے۔ حالانکہ گھوڑوں سے اس کا تعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ اس نے مختلف اوقات میں ان کی مالش خوب کی ہے۔ اور آگے ہیر ہمبگ واقعی ہمبگ (فریبی) ہے۔ یہاں یہ وہ ڈیوک کی مہروں کا محافظ سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس کا اصلی عہدہ پھاٹک کی دربانی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ شخص جو شوبلیر کیچر کہلاتا ہے۔ دراصل ایک معمولی نوکر ہے۔ اور نام نہاد کونٹ فرسین ہاسن کا کام ڈیوک کی گاڑی کے پیچھے پیتل کی چھڑی لے کر کھڑے رہنا ہے۔ اور بس۔ ڈیوک کے اہلکاروں میں صرف ایک کا نام اور باقی ہے۔ یعنی فاردن لیس کا جسے خود اس بات پر تعجب ہوگا۔ کہ مجھے بیرن کا خطاب کیونکر حاصل ہو گیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ شخص ڈیوک کا وزیر خزانہ کہلاتا ہے۔ حالانکہ اس خزانہ کی وسعت اتنی محدود ہے کہ اس کے لئے کسی محافظ کی قطعاً ضرورت نہیں ۔۔۔ اور آپ جانتے ہیں یہ شخص حقیقت میں کون ہے؟ ایک صراف کا آدمی!

کرسچن فرط حیرت سے چپ تھا۔

"واقعی میں جھوٹ نہیں کہتا۔" جرمن اجنبی نے کہا۔ "اور آپ کو اس کی ساری کیفیت سناتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ جب ڈیوک یہاں آنے لگا۔ تو اس کے چاندی کے برتن سب کے سب ایک صراف کے ہاں گرو رکھے ہوئے تھے۔ صراف اپنا روپیہ وصول کئے بغیر برتن دینے کو آمادہ

نہ ہوتا تھا۔ اور ڈیوک کے لیے ان کے بغیر آنا شان امارت کے خلاف تھا۔ پس سخت مشکل پیدا ہو گئی جسے آخر اس طرح حل کیا گیا کہ صراف نے اپنا ایک آدمی ڈیوک کے اہلکاروں میں شامل کر کے ساتھ بھیج دیا۔ مگر اسے تاکید کی کہ برتنوں کا ہر وقت خیال رکھنا۔ ایسے حالات میں ظاہرداری کے لئے اس شخص کو بھی ایک امیرانہ خطاب دیدیا گیا۔ اور وزیر خانہ کا درجہ عطا ہوا۔ مگر جرمنی میں واپس جاتے ہی اسے ان دونو اعزاز سے دست بردار ہونا پڑے گا۔"

یہ حالات سن کر کرسچن کو سخت حیرت ہوئی۔ اور اب اسے اول مرتبہ معلوم ہوا کہ بیرن فاردن لیس کس لئے ہر وقت چاندی کے برتنوں کا اس درجہ خیال رکھتا ہے۔ جرمن اجنبی کے ساتھ اس کی گفتگو کا سلسلہ تھوڑی دیر اور جاری رہا۔ اور آخر جس وقت وہ شراب خانہ سے رخصت ہوا۔ تو اس نے ارادہ کر لیا کہ جاتے ہی اس ملازمت سے استعفےٰ داخل کر دوں گا مگر جب اس نے سوچا کہ میرا عرصہ ملازمت خود بخود پندرہ دن میں ختم ہونے والا ہے۔ تو اس نے مزید انتظار مناسب سمجھا۔ اور آخر اسی فیصلہ پر کاربند ہونے کا ارادہ کیا۔ ناظرین کو یہ بتانا غیر ضروری ہوگا۔ کہ کرسچن کے دل میں جو معاملہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ وہ ڈیوک کی ملازمت سے متعلق نہیں تھا۔ کیونکہ یہ باتیں اس کے لئے محض ثانوی اہمیت رکھتی تھیں۔ سب سے زیادہ خیال اسے اس بات کا لگا ہوا تھا۔ کہ اسابیلا نے دفعتاً قابل رشک عروج حاصل کر لیا۔ اس سلسلہ میں جب کبھی اس کو اس شکیل نوجوان کا خیال آتا۔ جو اسابیلا کو اس سے جدا کر کے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ تو اس کی پریشانی میں اور اضافہ ہوتا تھا۔ بہرصورت یہ امر اس کے لئے کچھ کم موجب اطمینان نہ تھا۔ کہ اس نازنین کے دل میں بھی میرا کچھ نہ کچھ خیال باقی ہے۔ اور اگر واقعی اس کو میری ذات سے کچھ دلچسپی ہے۔ تو یقیناً انجام کار اس کی طرف سے بیوفائی کی امید نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی پھر یہ خیال غالب آتا۔ کہ عجب نہیں نئے دوستوں اور رشتہ داروں کا اثر غالب ہو۔ اور وہ ان کے دباؤ سے مجبور ہو کر کسی بلند طبقہ کے آدمی سے شادی کر لے بہرحال ان موقعوں پر اس کے دل میں امید و بیم کا ایک عجیب اشتراک پیدا ہوتا تھا۔ اور اگر کبھی روح فرسا اندیشے غالب آتے تو اس کے فوراً ہی بعد تخیل فرحت بخش مناظر بھی پیش کرنے لگتا تھا۔

اسی طرح پندرہ دن کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس دوران میں کرسچن کو حسین اسابیلا سے دوبارہ ملنے کا موقعہ نہیں ہوا۔ نہ اسے اپنے جرمن دوستوں کے ساتھ ہی کوئی قابل ذکر سابقہ

پڑا۔ اس عرصہ کے بعد ڈیوک نے اُسے ملازمت سے سبکدوش کردیا۔ اور تنخواہ کے ساتھ نیک چلنی کی سند بھی عطا کی جس کا مطلب یہ ہے کہ اب وہ پھر ایک بار بے کار ہو گیا۔ سابق کی طرح اس نے پھر ایک مرتبہ اخبارات میں اشتہار درج کرایا۔ اور چند دن کے عرصہ میں ارل آف لیبلز کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی جس میں اسے ارل کے محل واقع کننگٹن میں طلب کیا گیا تھا۔

مارچ کا مہینہ اور موسم خوشگوار تھا۔ کرسچن اسٹیشن دوپہر کے وقت ارل آف لیبلز کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کننگٹن کی طرف چلا۔ اسے ایک فراخ اور آراستہ کتب خانہ میں بٹھایا گیا۔ اور نوکر نے اطلاع دی۔ کہ سرکار تھوڑی دیر میں یہیں تشریف لاتے ہیں کرسچن نے الماریوں میں رکھی ہوئی کتابوں کی طرف دیکھا۔ سب کی سب نہائت خوشنما جلدوں سے مزین تھیں۔ اور بظاہر ان کا علم ادب کے ہر شعبہ سے تعلق تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کی صورت کہے دیتی تھی۔ کہ ان سے بہت کم کام لیا جاتا ہے۔ فی الحقیقت ان کتابوں کو دیکھ کر جو خیال کرسچن کے ذہن نشین ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ اس کتب خانے کا مقصد ادنےٰ محض نمائش ہے۔ عملی استفادہ نہیں۔

وہ اس کمرہ میں کھڑا ہوا سوچ رہا تھا۔ کہ ارل آف لیبلز کس طرز کے امیر ہوں گے اپنے خیال میں وہ ایک طویل القامت وجیہ رئیس کی صورت دیکھ رہا تھا۔ کہ دروازہ کھلا اور ایک عمر رسیدہ آدمی جس کی عمر ساٹھ سال سے اوپر اور صورت نہائت بھدی تھی۔ بڑھاپے میں جوانوں کی طرز پر سجیلا اور بھڑکدار لباس پہنے جو اس کے استخوانی بدن پر مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔ کمرہ میں داخل ہوا۔ کرسچن اسے دیکھ کر سوچ رہا تھا۔ آخر یہ شخص کون ہوگا کیا یہ ارل کا خانساماں ہے۔ یا داروغہ یا کوئی اور عہدہ دار؟ کہ اتنے میں نووارد فیاضانہ تبسم کے ساتھ اس کی طرف بڑھا اور کہنے لگا۔ "تمہیں نے وہ اشتہار شائع کیا تھا جس میں ایک پرائیویٹ سکرٹری کی خدمات پیش کی گئی ہیں؟ تمہاری شکل و صورت بے شک اچھی ہے اور تم نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میرے پاس اچھی سندات موجود ہیں۔ مگر دیکھو مجھے خوش کرنا ذرا مشکل کام ہوگا۔ اس لئے ٹھہرو میں خوب غور سے تمہارا معائنہ کرلوں۔"

اب کرسچن کے دل میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ رہا۔ کہ یہ شخص کون ہے۔ مگر اس کی صورت دیکھ کر بے اختیار یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوا کہ یہ شخص ایک موروثی قانون ساز ہونے کی

بجا ر سٹیج پر مسخرہ کا پارٹ کرتا تو خوب تھا۔

"مسٹر اشٹن بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں" ارل آف لیسلز نے کہا۔ سب سے پہلے تم اپنی سندات پیش کرو۔"

کرسچن نے حکم کی تعمیل کی۔ اور ارل نے کاغذات کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "آجکل یہ بات فیشن میں داخل ہو گئی ہے کہ ۴۵ سال کی عمر میں ہر شخص عینک لگانے لگتا ہے۔ مگر دیکھ لو میں چشمہ کی مدد کے بغیر اچھی طرح پڑھ سکتا ہوں۔ حالانکہ میری عمر بھی اب کم و بیش اتنی ہی ہو چکی ہے"

کرسچن ان الفاظ کو سن کر چونک گیا۔ کیونکہ وہ یقینی طور پر کہہ سکتا تھا کہ ارل کی عمر ۶۰ سال سے ایک دن بھی کم نہیں۔

اس عرصہ میں ارل آف لیسلز سندات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ بالآخر کہنے لگا "خوب یہ تحریر ڈیوک آف مارچ مونٹ کی ہے۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ جب ہم دارالامرا میں بیٹھے ہوں تو ہر شخص کہتا ہے یہ دونو۔ یعنی میں اور وہ اس مجلس کے روشن ستارے ہیں۔"

ان الفاظ سے کرسچن کو کچھ حیرت ہوئی۔ اور ایسا ہونا قدرتی تھا۔ کیونکہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی فطرت لاکھ بری ہو۔ بہرحال وہ ایک دراز قامت خوش وضع امیر تھا۔ اور جب تک عیش پرستی اور شب بیداری نے جذبات فاسدہ سے مل کر اس کی صورت کو بگاڑنا شروع نہ کیا۔ وہ لاریب شکیل و وجیہ تھا۔ مگر ارل آف لیسلز!.. حضرت عہد شباب میں ہی قبول صورت نہ تھے۔ اور اب تو ایک زندہ نقل۔ ایک جاندار بناوٹ۔ ذی حیات ریا۔ مجسم فریب اور مکمل دروغ کی حیثیت رکھتے تھے۔ کیونکہ بال نقلی۔ دانت مصنوعی۔ یہاں تک کہ ان کے بدن کی رنگت بھی بناوٹی تھی۔ اور سکڑے ہوئے جسم کو گداز ظاہر کرنے کے لئے کپڑوں کی تہ میں بھرتی داخل کی جاتی تھی۔

"تم سے کیا پردہ ہے۔ واقعی ہم دونو دارالامرا کے روشن ستارے کہلاتے ہیں" امیر موصوف نے بوڑھی بکری کی طرح دانت نکال کر فیاضانہ انکسار کی راہ سے غیر ضروری تفصیلات میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "مگر بس میری ان کی مشابہت یہیں پر ختم ہے۔ کیونکہ فن تقریر میں وہ کیا مجلس کا کوئی رکن میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب تم میرے یہاں رہنے لگو گے۔ تو کسی روز پارلیمنٹ میں میری تقریر سننا۔ میں تین چار گھنٹے سے کم تو بول ہی نہیں سکتا۔ اور اس عرصہ میں اس روانی اور سلاست فصاحت و لطافت سے تقریر کرتا ہوں کہ بخدا دنگ رہ جاؤ گے۔ دنگ! دارالامرا

میں میری تقریر کی اتنی دھوم ہے کہ جب بولنے کے لیے کھڑا ہوتا ہوں۔ بعض امرا فوراً بھاگ نکلتے ہیں۔ اور خاتمہ تقریر تک واپس نہیں آتے۔ میں نے ایک دوبار اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے۔ حضرت اس وجد آور فصاحت کو سننے کی کس کو تاب ہے۔ بعض میری تقریر کو آنکھیں بند کر کے سنتے ہیں۔ کہ دماغ کی یکسوئی قائم رہے۔ اور میری زبان سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ ذہن نشین ہوتا جائے۔ اس کے ساتھ ہی مسٹر ایشٹن میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ خود پسندی یا خود ستائی کی عادت نہ کبھی مجھ میں تھی نہ ہوگی۔ گو اصولاً میرے اور تمہارے ایسے جوان آدمیوں میں اس کی موجودگی قابل معافی سمجھی جا سکتی ہے۔ بہرحال جو کچھ میں نے بیان کیا۔ وہ ایک امر واقعہ ہے جس کے اظہار میں کسی شخص کو تامل نہ ہونا چاہیے۔ کیوں؟"

"بے شک مائی لارڈ۔" کریچن نے جواب دیا۔ اور ناظرین دیکھ سکتے ہیں۔ کہ اس کا جواب ذو معنی تھا۔

"اچھا یہ سند ہز رائل ہائی نس ڈیوک آف سٹابرگ کی دی ہوئی ہے۔" ارل نے دوسرے کاغذ پر نظر ڈال کر کہا۔ "میں ان کے والد کا گہرا دوست تھا۔ ایک بار ان کے والد سے میرا بہت زبردست معرکہ ہوا . . ."

"کیا میدان جنگ میں؟" کریچن نے اس خیال سے کہا کہ آخر مجھے بھی کچھ نہ کچھ کہنا چاہیئے۔

"ارے نہیں کھانے کی میز پر۔" ارل نے جواب دیا۔ "بات دراصل یہ ہے کہ موجودہ ڈیوک کے والد کو بسیار خوری پر فخر تھا۔ اور اس پہلو سے اس کی اپنے صدر مقام اور جملہ معاصرین میں دھوم تھی۔ میں بھی اس بارہ میں کچھ دعوے رکھتا تھا۔ خیر ایک بار اثنائے سیاحت میں مجھے ان کے شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو ڈیوک کی شہرت سننے میں آئی۔ ہز سیرین ہائنس کو . . . کیونکہ اس زمانہ میں جرمن ڈیوک یہی القاب رکھتے تھے۔ سیرین کی بجائے رائل کا لفظ اب میں رائج ہوا ہے . . . ہز سیرین ہائنس کو مقابلہ کا بہت شوق تھا۔ اور وہ فخریہ کہا کرتے تھے۔ کہ میں بڑے بڑے لوگوں کو نیچا دکھا چکا ہوں۔ تین انگریزوں کو ان کے مقابلہ میں زیادہ کھانے سے سرسام ہو گیا۔ اور چار کو جو سکاٹ لینڈ کے رہنے والے تھے۔ ایسی بدہضمی ہوئی کہ عمر بھر صحت یاب نہ ہو سکے۔ پس میں نے جب ان کا مقابلہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو آپ ہنسے اور کہا خیر کیا مضائقہ ہے۔ جہاں اتنے ہار چکے ہیں۔ ایک اور سہی مجھے بھی اپنے کمالات پر فخر تھا۔ میں نے پانچ ہزار پونڈ کی بازی لگائی۔ اور کہا اگر ہارا تو یہ آپ کی نذر

کر دوں گا۔ اور اگر کامیاب ہوا۔ تو آرڈر آف کارمورانٹ کا مستحق سمجھا جاؤں گا۔ جس کا اختیار ڈیوک موصوف کو حاصل تھا۔ بس صاحب ہم دونو کھانے کی میز پر بیٹھ گئے۔ دربار کے لوگ تماشائی تھے۔ سب سے اول ڈیوک نے ترش شوربہ کی پیالی پی۔ اس پر میں نے کہا۔ ارے یہاں ایک پیالی سے کیا ہوگا۔ پیپا لاؤ تو بات ہو۔ مسٹر ایشٹن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے دوست ڈیوک نے اپنی پیالی سے چند ہی گھونٹ پیئے تھے کہ اینجانب نے آدھا پیپا ختم کر دیا۔ اس کے بعد بھنے ہوئے گوشت کی باری آئی۔ اس میں بھی بازی میرے ہاتھ رہی کیونکہ میں نے نصف مرغ اور ایک کبوتر ڈیوک سے زیادہ کھایا۔ بعد میں اس نے کہا سخت اُبلے ہوئے انڈوں کا مقابلہ ہو۔ اس کا خیال تھا۔ یہ میرے حلق میں رک جائیں گے۔ مگر میں نے اس میں بھی ایک انڈے سے ڈیوک کو ہرایا۔ غرض اس بازی میں آخری کامیابی مجھی کو حاصل ہوئی۔ ڈیوک اس کے بعد ڈیڑھ مہینہ بیمار رہا۔ اور مجھے خبر تک نہ ہوئی۔ کہ کھانا کیونکر ہضم ہوا۔ اس دن سے ڈیوک کے دربار میں میری وہ دھاک بیٹھی کہ پھر کسی کو یارائے دم زنی نہ ہوا۔"

کرسچن ایشٹن کو ارل کے اس کارنامہ سے حیرت تو بہت ہوئی۔ مگر وہ چپ رہا۔ اتنے میں ارل نے اس کی پیش کی ہوئی دوسری سند کو بھی پڑھ ڈالا۔

اس کے بعد کہنے لگا۔ "میرے خیال میں تمہاری اسناد ہر لحاظ سے تسلی بخش ہیں کسی مزید تفتیش کی ضرورت نہیں۔ پس میں اپنے معتمد خاص کی جگہ خوشی سے تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔"

کرسچن نے دریافت کیا۔ "اس جگہ رہ کر مجھے کیا کام کرنا ہوگا؟" جس کے جواب میں امیر نے بیان کیا۔ کہ "میں نے اپنی عمر میں بہت سیر و سیاحت کی ہے۔ کئی عجیب و حیرت خیز واقعات دیکھے ہیں۔ اور طرح طرح کے حالات سے سابقہ پڑا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں۔ اپنا سفرنامہ شائع کر کے عوام کو بھی ان واقعات سے خبردار ہونے کا موقعہ دوں۔ مختلف یادداشتیں میرے پاس جمع ہیں۔ تمہیں صرف ان کو ترتیب دینا ہوگا۔ میری عادت ہے جب کسی کام کو ہاتھ میں لیتا ہوں۔ تو جب تک اُسے ختم نہ کر لوں۔ آرام نہیں کرتا۔ آج کل میں اس سفرنامہ کی تکمیل کے درپے ہوں۔ اس لئے ہم دونو ملکر اس کام کو مکمل کرینگے۔ بہتر ہو تم پاس ہی کوئی مکان لے کر رہنے لگو کہ میں فرصت پر ہر وقت تم سے کام لے سکوں۔ رہ گیا تنخواہ کا معاملہ

اس کا فیصلہ تم خود کر سکتے ہو۔ جو کچھ واجباً طلب کرو گے دیدیا جائے گا۔"

کرسچین نے اس چند منٹ کی گفتگو میں ہی ارل آف لیبلز کی خصلت کا جو اندازہ کیا تھا اس کی بنا پر نئی ملازمت کا نبھنا واقعی دشوار معلوم ہوتا تھا۔ پس وہ سوچنے لگا۔ کہ مجھے کیا جواب دینا چاہیئے۔ اسی اثنا میں ارل آف لیبلز برابر فرضی واقعات کے پل باندھ رہا تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ نئے اور عجیب تر واقعات سنانے لگا جو صریحاً سرتا پا غلط معلوم ہوتے تھے۔ حالت فکر میں کرسچین نے کتب خانہ کی کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا۔ تو اسے دو عورتیں ایک مرد کے ساتھ سیر کرتی نظر آئیں۔ چونکہ وہ اس کی طرف پیٹھ کئے ہوئے تھیں اس لئے وہ ان کی صورت تو نہ دیکھ سکا۔ مگر ایک کی قامت نے اس کے دل پر کچھ عجیب اثر کیا۔ اور اس کے سینہ میں امید و حیرت کا ایک عجیب اشتراک پیدا ہوا۔ بہرحال اس نے نہ زبانی کچھ کہا۔ نہ چہرہ سے دلی خیالات کو ظاہر ہونے دیا۔ اس موقعہ پر ارل نے اتفاقاً کھڑکی کی راہ سے باہر دیکھا۔ تو وہی تین آدمی اس کو بھی نظر آئے۔ کہنے لگا "وہ خاتون جو مرد کے دائیں جانب چل رہی ہے۔ کونٹس آف لیبلز ہے۔ اور تم دیکھ سکتے ہو کہ وہ مجھ ایسے شوہر کے لئے ہر طرح موزوں ہے۔ یعنی جوان۔ حسین۔ تربیت یافتہ اور صاحب اخلاق اس کے ساتھ میرا بیٹا لارڈ آسمنڈ ہے۔۔۔ آہ! تم چونکتے ہو اور ایسا ہونا باعث حیرت نہیں۔ نہیں شاید اس بات پر تعجب ہے کہ میرے بیٹے کی یہ عمر! مگر تم سے پردہ نہیں۔ میں نے پہلی شادی چھوٹی عمر میں کی تھی۔ اور سترہ سال کا تھا۔ کہ یہ لڑکا پیدا ہوا۔ دوسری عورت جو اس کے بائیں جانب چل رہی ہے۔ میری بھتیجی مس ونسنٹ ہے۔"

ناظرین سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ کرسچین کیوں چونکا تھا۔ دراصل اس کی حیرت کا موجب لارڈ آسمنڈ کی عمر نہ تھی۔ کیونکہ گو امیر مذکور نے اپنی عمر چنتالیس سال کے قریب بیان کی تھی۔ تاہم وہ فوراً جان گیا تھا۔ کہ حضرت کی عمر ساٹھ سال سے کسی طرح کم نہیں۔ اور ایک ایسے سن رسیدہ شخص کے بیٹے کی عمر ۲۳ سال کے قریب ہونا باعث حیرت نہ ہو سکتا تھا۔ کرسچین کے چونکنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ جس وقت ارل آف لیبلز اس سے باتیں کر رہا تھا۔ تینوں آدمی روش کے سرے پر پہنچکر پیچھے مڑے۔ تو کرسچین نے پہچان لیا کہ مرد وہی طویل القامت شکیل جوان ہے جس کی وجہ سے بیشتر اس کو بہت کچھ ذہنی تکلیف ہو چکی تھی۔ کیونکہ فوجی نمائش کے موقعہ پر وہی اسابیلا کو اس سے جدا کر کے لے گیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب اس نے

اسابیلا کی صورت دیکھی - تو بے اختیار بدن میں خوشی کی لہر پیدا ہو گئی - نئی ملازمت منظور کرنے میں اب اسے کیا تامل ہونا - اس نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ ایسا نہ ہو ارل اس ونسنٹ سے میری شناسائی معلوم کر کے بنچے فوراً ملازمت سے جدا کر دے - محض اس خیال سے کہ جتنے دن یہ ملازمت قائم رہے حسین اسابیلا کے پاس رہنے کی خوشی حاصل ہوتی رہے گی - اس نے فوراً ارل کی شرطیں منظور کر لیں - تنخواہ کا فیصلہ جلدی ہو گیا - اور قرار پایا کہ وہ اسی روز کسی قریبی مکان میں اٹھ آئے اور کل سے کام شروع کر دیا جائے -

"میں چاہتا ہوں تم سے ایک معتمد دوست کی طرح سلوک کروں" ارل نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا - "اس لئے آؤ میں تمہارا اپنے بیٹے اور خواتین سے تعارف کرادوں"

اتنا کہہ کر ارل نے ایک بغلی دروازہ کھولا - جدھر سے باغ کی طرف جانے کا رستہ تھا اور آگے آگے چلنے لگا - کرسچین بھی دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو لیا - ان چند لمحوں کے عرصہ میں اس کے سینہ کے اندر امید و بیم کی بہت زور دار جد و جہد ہوئی - کیونکہ اس وقت نازک میں اس بات کا فیصلہ ہونے والا تھا کہ یہ آسامی جس کی اب اسے تمنائے عظیم تھی اسے دے دی جائے گی یا ارل اس کی خدمات سے انکار کر دے گا -

"پیاری اینجل" ارل نے پاس جا کر بیگم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا "ایک بار جو میں نے تم سے کہا تھا کہ میں اپنے حالات زندگی قلمبند کرنا چاہتا ہوں - آج اس کا عملی اہتمام ہو گیا - یعنی میں نے اس کام کے لئے ایک قابل نوجوان کی خدمات حاصل کر لی ہیں جو میرا معتمد ہو گا - ہم دونو کل سے کام شروع کر دیں گے - یہ لڑکا بہت شریف ہے اور میں تم سے اس کا تعارف کرانا چاہتا ہوں -"

لارڈ آسمنڈ نے مڑ کر دیکھا معلوم ہوتا تھا وہ کرسچین کو پہچانتا ہے - مگر یہ بات یکایک اس کے ذہن میں نہ آسکی - کہ میں نے اسے کب اور کن حالات میں دیکھا تھا - لیکن جو حیرت و مسرت اسابیلا کو اس وقت ہوئی جب اس نے کرسچین الیشٹن کو اپنے چچا کے پیچھے مودبانہ انداز سے چلتے دیکھا - اس کا صحیح اندازہ کرنا سخت دشوار ہے - خصوصاً اس وقت تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی - جب اس نے چچا کو یہ کہتے سنا کہ میں نے اس نوجوان کو معتمد کی حیثیت میں رکھ لیا ہے -

دفعتاً لارڈ آسمنڈ کو بھی یاد آ گیا - کہ میں نے کرسچین کو فوجی نمائش میں دیکھا تھا - چنانچہ

مس ونسنٹ کی طرف مڑکر اس نے کہا "بیلا - کیا یہ وہی نوجوان نہیں ہے جس نے تین چار ہفتے گذرے فوجی نمائش میں تمہاری حفاظت کی تھی؟"

"کیا!" ارل آف لیسلا نے حیرت سے چونک کر کہا "مسٹر ایشٹن نے ہی اس گستاخ شخص کو سزا دی تھی جس نے ہماری اسابیلا سے گستاخانہ سلوک کیا تھا؟ کیوں بیلا تم نے پہلے اس کا نام کیوں نہ بتایا؟"

"چچا جان میں نے تو اسی روز آپ سے عرض کیا تھا - کہ جن صاحب نے مجھے امداد دی ان کا نام مسٹر ایشٹن ہے - اور میں ان کو اچھی طرح جانتی ہوں" مس ونسنٹ نے شرماتے ہوئے کہا -

"مجھے یاد ہے اسابیلا نے مسٹر ایشٹن کا نام لیا تھا" کونٹس نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا -

"آہ! اب معلوم ہوتا ہے کہ میں ہی بھول گیا" ارل نے کہا "خیر مضائقہ نہیں"

"مسٹر ایشٹن مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے" لارڈ آسمنڈ نے مشفقانہ انداز سے کرسچن کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا -

اسابیلا نے بھی اپنا ہاتھ پیش کیا - اور ایک بار پھر اس کے چہرہ پر شرم کی سرخی پھیل گئی لارڈ آسمنڈ نے اس کا اضطراب دیکھا - مگر بظاہر اس کو نظر انداز کر دیا - اور ارل نے تو اس کے متعلق غور نہیں کیا - کیونکہ وہ بیگم سے مخاطب ہو کر ان عجیب و غریب واقعات کی تفصیل بیان کرنے لگا تھا - جنہیں وہ اپنے حالات زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا - اور اس سے کہہ رہا تھا - کہ جس وقت یہ کتاب شائع ہوئی - تو اس سے بلاد یورپ میں عظیم سنسنی پیدا ہو جائے گی - اس موقعہ پر کرسچن نے سلام کر کے رخصت ہو جانا مناسب سمجھا - مگر چلتے وقت ارل نے تاکید کی کہ کل گیارہ بجے ضرور کام پر آجانا -

کرسچن باغ سے گذر کر پھاٹک کی طرف جا رہا تھا - کہ اس نے اس شخص کو جو مس ونسنٹ کو مسٹر جیب کے مکان سے لینے گیا تھا - اور جس کا نام اسے مسٹر گبسن بتایا گیا تھا - دیکھا - اس نے بھی اسے پہچانا - اور کرسچن کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے چونک کر خاموش رہا - دونوں میں گفتگو کی نوبت نہیں آئی - اور کرسچن حیرت و مسرت کے مشترکہ اثرات لئے وہاں سے رخصت ہوا - مسرت کی وجہ ناظرین کو معلوم ہی ہے - مگر دوسرے احساس کے متعلق چند توضیحی الفاظ

ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ وہ سوچتا تھا۔ کیا اسابیلا کو میری ہی وجہ سے مسٹر جیب کے مکان سے ہٹایا گیا تھا؟ اور اگر ایسا نہیں ہوا تو مسز جیب نے جو یہ بیان کیا تھا کہ مسٹر گبسن کو یہ معلوم کرکے بہت رنج ہوا ہے کہ تم بھی اسی مکان میں رہتے ہو جس میں مس ونسنٹ مقیم ہے۔ اُسے کس حد تک صحیح سمجھا جا سکتا ہے؟ بہرکیف کرسچن کو موجودہ ملازمت مل گئی تھی۔ اور ارل نے یہ معلوم کرنے کے بعد بھی کہ وہ مس ونسنٹ کو جانتا ہے۔ تعرض نہ کیا تھا۔ اس لئے اُسے خوشی کے ساتھ قدرے حیرت بھی تھی۔ تاہم وجہ اضطراب قطعاً موجود نہ تھی۔ مجموعی طور پر وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔

ہم نے بیان کیا ہے کہ لارڈ آسمنڈ نے کرسچن اور اسابیلا کی ملاقات کے موقعہ پر آخرالذکر کا اضطراب معلوم کیا۔ مگر اسے قصداً نظر انداز کر دیا تھا یہ معاملہ بھی کسی قدر توضیح چاہتا ہے جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ لارڈ آسمنڈ کو اپنی سوتیلی ماں کونٹس آف لیسلز سے عشق تھا پس اسابیلا اور کرسچن ایشٹن کے باہمی تعلقات میں اسکی طرف سے کوئی اعتراض ممکن نہ تھا بلکہ ازیں ان دونوں کی شناسائی معلوم کرکے اُسے خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس نے سوچا اگر یہ دونو عشق بازی میں مشغول رہے۔ تو مجھے آیندہ سے تنہائی میں ملنے کے موقعے بکثرت حاصل ہوتے رہیں گے۔

کرسچن کے رخصت ہونے کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد کا ذکر ہے کہ ارل آف لیسلز اپنے کتب خانہ میں بیٹھا یوم فردا کے لئے مسودہ کی تیاری کے سلسلہ میں یادداشتوں کی ترتیب قائم کر رہا تھا۔ کہ اس کا خادم خاص میک پیس کسی بہانہ سے داخل ہوا۔

"میک پیس" امیر موصوف نے خادم کی طرف انداز اطمینان سے دیکھ کر اور مسودات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا "تم دیکھو گے میں اس کتاب کے ذریعہ سارے عالم کو غرق حیرت کر دوں گا۔"

"سرکار دنیا آپ کے سابقہ کارناموں سے کیا کم حیرت میں ہے کہ اب اس ذریعہ سے آپ اس میں اضافہ کیا چاہتے ہیں" خوشامدی نوکر نے جواب دیا "مجھ سے پوچھئے تو حضور کے واقعات زندگی نے دنیا کو پہلے ہی اتنا دنگ کیا ہے کہ اب مزید حیرت کی قطعاً گنجائش نہیں۔"

"میری رائے میں تم ٹھیک کہتے ہو" ارل نے کرسی پر پیچھے کی طرف جھکتے ہوئے ٹھوڑی پر ہاتھ پھیر کر کہا "پھر بھی جو کچھ میں اب پیش کیا چاہتا ہوں۔ وہ حقیقتاً حیرت خیز ہوگا۔ میں نے

اس نئی تالیف میں امداد کی غرض سے ایک معتمد کی خدمات حاصل کی ہیں۔"

"غالباً حضور کا اشارہ اس نوجوان کی طرف ہے۔ جسے میں نے تھوڑی دیر پیشتر رخصت ہوتے دیکھا تھا۔" نوکر نے مودبانہ انداز سے پوچھا۔

"بس وہی۔" ارل نے جواب دیا "میری دانست میں وہ کوئی بہت قابل نوجوان ہے۔ میں نے اس کی فراست کا اندازہ اسی بات سے کر لیا تھا کہ اس نے میرے جرمن کارنامہ کا حال بڑی توجہ سے سنا۔ شاید اس واقعہ کا حال تمہیں معلوم نہیں۔۔۔"

اپنی عمر میں اول مرتبہ میک پیس نے اس واقعہ کا حال سننے کا انتظار نہیں کیا۔ اور جلدی سے قطع کلام کر کے کہنے لگا "غالباً یہ تو سرکار کو معلوم ہو گا کہ یہ وہی نوجوان ہے جو۔۔۔"

"جو رب یا ڈب یا اسی طرح کا نام رکھنے والے کسی اور شخص کے ہاں رہا کرتا تھا۔" ارل نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا "عام طور پر میں ناموں کو نہیں بھولتا۔ مگر یہ نام کسی طرح ذہن سے اتر گیا۔ میک پیس تمہیں معلوم ہے جن دنوں میں روس کی سیاحت کر رہا تھا۔ تو وہاں ایک نوجوان انگریز سے ملاقات ہوئی جس کا جبڑا اتر گیا تھا۔۔۔"

"کیوں سرکار۔ کیا گھوڑے سے گر کر؟"

"ارے نہیں۔ بعض اس قسم کے روسی نام ادا کرنے سے۔ جنہیں لکھنے کے لئے پورا تختہ کاغذ چاہیئے۔ اور جن میں حرف عطف موجود نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود میں ایسے ناموں کو بڑی خوبی سے ادا کر سکتا ہوں۔ مشکل الفاظ مجھے سب سے آسان معلوم ہوتے ہیں۔ سات سال کی عمر میں مجھے لاطینی اور یونانی زبانوں پر کامل عبور حاصل تھا۔ اور میں اس نام کو جسے پلاٹس نے ایجاد کیا تھا۔ بڑی آسانی سے ادا کر سکتا تھا۔ یعنی تھیسارو کریسونی کاکریڈ ایڈیس"

"خادم حضور کی مضبوط قوت حافظہ کا قدیم سے مداح ہے" میک پیس نے عرض کیا "مگر ذکر اس نوجوان کا تھا۔۔۔"

"مجھے اس کا سب حال معلوم ہے۔" ارل نے جلدی سے کہا "مجھے معلوم ہے یہ شخص گرجا کے کسی محرر کے مکان پر رہا کرتا تھا۔ مگر غالباً اسے تو تم بھی تسلیم کرو گے کہ اب حالات بدل گئے ہیں۔ اور اگر میری بھتیجی کے اس نوجوان سے عشق کرنے کا امکان کبھی تھا۔ تو اب بالکل نہیں رہا علاوہ بریں اس گھر کی مالکن نے بھی تمہیں اطلاع دی تھی۔ کہ وہاں ان دونوں کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ اور اب جبکہ میں نے اسابیلا کو اس نیت سے یہاں بلایا ہے کہ وہ آسمنڈ سے محبت کرنے

لگے۔ میں یقین کرتا ہوں اس کے دل میں کسی گمنام نوجوان کے لئے احساس محبت پیدا نہ ہو سکے گا۔ میں کہہ سکتا ہوں، یہ تجویز جو میں نے سوچی، بہت پرمغز اور دوراندیشانہ تھی۔ کیوں میک پیس میری ذہانت اور دوراندیشی کو تسلیم کرتے ہو یا نہیں؟"

"حضور کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے بارہا اس بات پر اظہار تعجب کیا ہے کہ حضور نے وزیر اعظم کا عہدہ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔"

"میک پیس اس کی خاص وجہ تھی" ارل نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ "مگر اس وقت ذکر کچھ اور تھا۔ تمہیں یاد ہے، قریباً دو ماہ پیشتر لارڈ آسمنڈ نے میرے پاؤں پر گر کر سچے دل سے معافی مانگی تھی۔ اور کہا تھا کہ میں نے سخت غلطی کی کہ آپ کی دوسری شادی پر ناراض ہوا۔ اسے تائب دیکھ کر میں اسے معاف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ علاوہ بریں جب میں نے بیگم صاحب سے دریافت کیا کہ وہ کس غرض سے مکان پر آیا تھا۔ تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ اب وہ اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے۔ اور اس کا سچے دل سے اقرار ہے کہ آئندہ کبھی اس کی طرف سے ایسی سرکشی نہ ہوگی۔ ان حالات میں بھی اگر لارڈ آسمنڈ کو معاف نہ کرتا۔ تو یقیناً نامناسب تھا۔ اور معافی کے بعد اس مکان میں اس کی آمدورفت کو روکنا اور بھی خلاف مصلحت۔ مگر اس کے بعد کئی اور خیالات ذہن میں پیدا ہوئے۔ ہر چند مجھ میں جذبہ رقابت موجود نہیں۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ لارڈ آسمنڈ عمر میں مجھ سے چھوٹا ہے لیکن باوجود قبول صورتی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا" آواز دبا کر "تم سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے بالوں کا قدرتی خم میرے مصنوعی بالوں کے آگے ہیچ ہے بہرحال کسی طرح کے جوش رقابت کو دل میں جگہ دئے بغیر یہ مناسب و موزوں تھا۔ کہ ایک عورت سہیلی کے طور پر کونٹس کے پاس رہے۔ تم نے میرا مطلب سمجھ لیا۔ مقصد یہ نہ تھا کہ کونٹس اس ذریعہ سے اس شخص کی صحبت سے مجتنب رہے گی جس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ وہ اس سے ملنا تک پسند نہیں کرتی۔ بلکہ غرض صرف یہ تھی کہ کسی طرح خلقت کو ڈھول اڑانے کا موقعہ نہ ملے۔ کیوں میک پیس میرا مطلب جان گئے کیا؟"

"ہاں سرکار اچھی طرح" خادم نے ادب سے جواب دیا۔ "آپ کی حکمت عملی ہر لحاظ سے قابل تعریف پسندیدہ اور منصفانہ تھی۔"

"میرا پہلے ہی یہ خیال تھا کہ تم اسے پسند کرو گے" ارل نے کہا۔ "پس جس وقت تم نے آکر مجھے اطلاع دی کہ اس مکان میں مسز ونسنٹ کو رکھا گیا تھا۔ اس کے خلاف اقرار ایک نوجوان

بھی ٹھیرا ہوا ہے۔ تو میں نے اس معاملہ پر غور کرنا شروع کیا۔ اور میک پیس تم خوب جانتے ہو جب میں کسی معاملہ پر غور کرتا ہوں۔ تو اس کا کوئی پہلو نظر انداز نہیں کرتا۔ میں زبردست استدلال سے کام لیتا ہوں۔ اور خود ہی معاملہ پر ہر قسم کے اعتراضات وارد کر کے اس کے حسن و قبح کو جانچتا ہوں۔ اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے بھی میں نے اسی ذریعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مس ونسنٹ کو اس مکان سے ضرور بلا لینا چاہیئے جس میں عجب نہیں وہ ایک ایسے نوجوان سے محبت کرنے لگے۔ جو اتنا مالدار نہیں کہ جائز طور پر اس کا شوہر بن سکے۔ ایک خیال کے سلسلہ میں دوسرا پیدا ہوا۔ اور اس طرح سوچتے سوچتے میں نے یہ خیال کیا۔ کیوں نہ اس لڑکی کو اپنے مکان پر رکھا جائے۔ کیونکہ اگر اس کے متوفی والدین نے مجھ سے بگاڑ کیا۔ تو اس میں اس غریب کا کیا قصور؟ پس میں نے سوچا۔ اسے کونٹس کی سہیلی بنانا خوب ہوگا۔ اور اگر اس دوران میں لارڈ آسمنڈ کو اس سے عشق ہو گیا۔ تو پھر مجھے ان کی شادی پر بھی اعتراض نہ ہوگا۔ لارڈ آسمنڈ کو ورثہ میں بہت سا روپیہ ملنا ہے۔ اور چونکہ شادی کا معاملہ جلد یا بدیر طے ہونا لازم ہے۔ اس لئے کیوں نہ ابھی طے کر دیا جائے۔"

"حضور کا فرمانا بالکل بجا ہے۔" میک پیس نے تسلیم کیا۔

"تم نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ کہ اسابیلا اب ایک جوان اور حسین لڑکی ہے۔ اس لئے گمان ہوا کہ لارڈ آسمنڈ کو ضرور اس سے محبت ہو جائے گی۔ میک پیس تم اچھی طرح جانتے ہو میری طبیعت بہت دور رس واقع ہوئی ہے۔ شاید تمہیں معلوم نہیں میں بہت چھوٹا تھا کہ ایک بار گھوڑ دوڑ کے موقعہ پر میں نے بغیر دیکھے بتا دیا کہ مٹر کا دانا کس پیالی کے نیچے رکھا ہوا ہے اور اس طرح یہ نصف کراؤن کا انعام حاصل کیا۔ یہ واقعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کیونکہ اس ایک انعام کی تحریک سے میں نے بعد میں دو پونڈ ہار دیئے تھے۔"

"کچھ بھی ہو حضور کی ذہانت مسلمہ ہے" چاپلوس خادم نے کہا۔

"تم جانتے ہو۔ میرا اندازہ بہت کم غلط ثابت ہوتا ہے۔ میں لارڈ آسمنڈ کو نظر غور سے دیکھتا رہا ہوں۔ اور میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ مس ونسنٹ سے بڑی سرگرمی اور کونٹس سے انتہائی سرد مہری کا سلوک کرتا ہے۔ عام حالات میں مجھے بیگم سے اس کی اس بدسلوکی پر رنج ہوتا مگر میں سمجھتا ہوں مس ونسنٹ کے عاشق کی حیثیت میں اس کا فرض ہے کہ باقی سب عورتوں سے بے اعتنائی برتے۔ تم نے محسوس کیا بیگم صاحب سے لارڈ آسمنڈ کا سلوک ہمیشہ سرد مہری

کار رہا ہے۔"

"جی میں نے خوب اچھی طرح اس کا مشاہدہ کیا ہے۔" نوکر نے جو ہر بات کی تصدیق کے لئے آمادہ رہتا تھا۔ جواب دیا۔

"خیر تو سب پہلو سوچ کر میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس نوجوان کو معتمد کی جگہ دینا کسی طرح قابل اعتراض نہیں" ارل نے کہا "تم نے میرا مطلب سمجھا ہو گا مس ونسنٹ کی شادی لارڈ آسمنڈ سے ضرور ہو گی۔ اس لئے یہ غیر ممکن ہے کہ وہ اسٹن کو چاہنے لگے۔ فی الحقیقت گھر میں اس نوجوان کی موجودگی کا ایک فائدہ یہ ہو گا۔ کہ لارڈ آسمنڈ اس کی قبول صورتی سے رشک کھا کر اسا بیلا اور زیادہ اظہار محبت کرنے لگیگا۔ ہا! ہا! ہیک پیس دیکھ لو یہ میری دور اندیشی کا کتنا شاندار کارنامہ ہے"

خادم نے جیسا اس کا معمول تھا۔ انداز تصدیق سے سر کو حرکت دی۔ اور یہیں پر اس گفتگو کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ نوکر کے چلے جانے کے بڑی دیر بعد تک بیوقوف بڈھا اپنی مفروضہ ذہانت پر خوش ہوتا۔ اور دل سے کہتا رہا۔ کہ دنیا میں میرے برابر فرس و ہوشمند آدمی کوئی دوسرا نہیں ہے۔

باب - ۴۲

دو حادثے

مسز جیب کے مکان سے کنسنگٹن کے نئے مکان میں سکونت بدلنے سے پہلے کرسچن نے دو شخصوں سے ملنا ضروری سمجھا۔ ایک اپنی بہن کرسٹینا اور دوسرے اپنے محسن ریڈ کلف سے۔ کرسٹینا سے مل کر اس نے نئی ملازمت کا سب حال بیان کیا۔ اور بہن کو یہ سن کر خوشی ہوئی۔ کہ ایک ملازمت ہاتھ سے جاتے رہنے کے بعد کرسچن کو دوسری اس آسانی سے مل گئی۔ مگر جب اس ملاقات سے فارغ ہو کر وہ مسٹر ریڈ کلف سے ملنے مسز میکالے کے مکان واقع مارٹیمر سٹریٹ میں گیا۔ تو معلوم ہوا وہ کئی روز سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اور معلوم نہیں کب تک واپس آئیں گے۔ اس پر کرسچن نے ایک رقعہ لکھ کر مسز میکالے کو دے دیا۔ جس میں نئی ملازمت کا حال درج تھا۔ اور یہ بھی لکھا کہ امید ہے آپ لندن میں واپس آتے ہی مجھے اطلاع دیں گے۔ پھر کنسنگٹن میں جا کر نئی ملازمت کے فرائض انجام دینے شروع کئے۔

دو تین ہفتہ کا عرصہ گذر گیا۔ اور اب اپریل کے ابتدائی ایام تھے۔ کرسٹینا ایشٹن کو لیڈی آکٹیوین میرڈیتھ کے ہاں ملازم ہوئے تین ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر ان واقعات کا ذکر کر دیا جائے۔ جو اس عرصہ میں پیش آئے ناظرین بھولے نہ ہوں گے۔ کہ لارڈ آکٹیوین نے کرسٹینا کو اس بات پر رضامند کر لیا تھا کہ وہ سابقہ باہمی واقفیت یا لارڈ مرصرف کے اس کی خاطر ڈوئیل لڑنے کے واقعہ کا زن سے بالکل ذکر نہ کرے اور یہ بھی انہیں یاد ہوگا کہ نیک دل کرسٹینا بڑے تامل کے بعد اس پر رضامند ہوئی تھی کیونکہ وہ اس طریق عمل کو اپنی محسنہ اور عزیزہ سہیلی زن کے حق میں دورنگی چال سمجھتی تھی۔ بہر صورت لارڈ آکٹیوین کے زبردست استدلال سے مجبور ہو کر معصوم اور بے خبر کرسٹینا نے یہ سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ کہ زن کی راحت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے ان واقعات سے لاعلم رکھا جائے کیونکہ اگر اسے یہ سب باتیں معلوم ہوئیں تو اس کے دل کو سخت صدمہ ہوگا۔ اور آئندہ کے لئے اسے اپنے شوہر کی طرف سے بے اعتمادی پیدا ہو جائے گی۔

کرسٹینا کی ملازمت کے پہلے چند ہفتوں میں لارڈ آکٹیوین کا طرز عمل ایسا تھا کہ اسے اس کے متعلق کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ نہ کوئی امر اس کے لئے باعث اضطراب ہوا وہ کبھی اس سے تنہائی میں ملنے کی کوشش نہ کرتا تھا۔ نہ کبھی اس نے ایسا طرز عمل اختیار کیا جس سے کرسٹینا کو اس کا شک ہوتا کہ اس کے دل میں میرے لئے کوئی جذبہ تیز موجود ہے اس عرصہ میں لارڈ آکٹیوین کا طریق عمل ویسا ہی رہا۔ جیسا ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی وہ ہمیشہ اس سے ادب آمیز دوستانہ اخلاق کا برتاؤ کرتا رہا۔ مگر وہ آتش شوق جو کرسٹینا کے لئے اس کے دل میں بہت عرصہ پیشتر بھڑک اٹھی تھی۔ نہ صرف واقعات مابعد سے فرو نہ ہوئی۔ بلکہ اندر ہی اندر تیز تر ہوتی گئی۔ اس نازنین کے ساتھ اسے پرجوش۔ پرشوق۔ بلکہ یہاں تک کہنا پڑتا ہے کہ جنون آمیز محبت تھی۔ مگر وہ ہمیشہ اپنے جذبات کو دبائے رکھتا تھا۔ اور گو وہ انہیں قطعی طور پر مسدود کرنے سے قاصر رہا۔ تاہم اپنی کوشش عظیم سے اس نے کبھی ان کے اظہار کا موقعہ نہیں آنے دیا۔

ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ لارڈ آکٹیوین میرڈیتھ کی ذات میں کئی ایک محاسن تھے۔ وہ فطرتاً فیاض اور نیک طینت تھا۔ اور گو زن سے اس کو حقیقی معنوں میں کبھی محبت نہ تھی۔ تاہم وہ اس پہلو سے اس کا بدل شکر گذار تھا۔ کہ میری موجودہ آسائش و تمول کا باعث اسی کی

فات ہے۔ اور ایک بیاہتا بی بی کی حیثیت میں مجھے اس کے متعلق اپنے فرائض کو ہمیشہ بوجہ احسن پورا کرنا چاہیئے۔ علاوہ بریں اس نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ خود زو کو مجھ سے بے حد محبت ہے بارہا جب وہ اس کی طرف سے اپنے متعلق انتہائی محبت اور پیار کا اظہار دیکھتا۔ تو اس کے دل کو یہ سوچکر سخت صدمہ ہوتا تھا۔ کہ میں اس کے جواب میں ویسی پر جوش محبت نہیں کر سکتا۔ ان جملہ وجوہ سے مجبور ہو کر وہ ان جذبات شوق کو جو اس کے دل میں کرسٹینا کے لئے موجود تھے۔ دبانے کی بے حد کوشش کرتا تھا۔ اور گو اس کا دل کسی حال میں زو کی محبت قبول نہ کرتا تھا۔ تاہم عملی طور پر وہ اس سے بے وفائی کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح کئی ہفتے گذر گئے۔ اور کرسٹینا کے دل میں اس کا بعید ترین شبہ پیدا نہ ہوا۔ کہ لارڈ آکٹیوین کو مجھ سے عشق آمیز محبت ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جس روز وہ اول مرتبہ زو کے مکان پر آئی ہے۔ تو میر مڈیقہ نے اس کے دست نازک کو دلی شوق سے ہاتھ میں لے کر اس کی طرف اس انداز توصیف سے دیکھا تھا۔ جو کرسٹینا کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکتا تھا۔ اور جس کی وجہ سے اس نے فوراً اپنا ہاتھ چھڑا لیا تھا۔ اس موقعہ پر اس کے رخسار سرخ ہو گئے۔ اور آنکھیں فرش زمین کی طرف لگ گئی تھیں۔ مگر جلد ہی اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ جس شخص نے مجھے ایک اجنبی کی گستاخانہ پیش دستی سے بچانے کے لئے جان تک کی پرواہ نہیں کی۔ اس کی نسبت یہ شک کرنا داخل ناسپاسی ہے۔ کہ وہ مجھ سے کوئی بے جا سلوک کر سکتا ہے۔ پس یہ واقعہ جسے ہم نے قصداً ناظرین کے ذہن میں تازہ کیا ہے۔ اور جو کرسٹینا کی آمد کے پہلے ہی دن پیش آیا تھا۔ بہت جلد اس کے ذہن سے اتر گیا۔ اور اس کی وجہ سے کبھی اس کو لارڈ آکٹیوین کے جذبات کی صحیح نوعیت معلوم کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر جب اس کو اس مکان پر رہتے ہوئے چند ہفتے گذر گئے۔ تو ایک چھوٹا سا واقعہ اور پیش آیا جس نے کرسٹینا کی آنکھیں کھول دیں۔ اور اس واقعہ کی روشنی میں وہ عہد ماضی کے کئی مختصر واقعات کو یاد کر کے کانپنے لگی۔

جن ایام میں کرسچین جرمن ڈیوک کے ہاں ملازم تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ کرسٹینا کسی قدر تیز چلتی ہوئی اپنے کمرہ سے نکل کر کمرہ نشست کی طرف جاتے وقت زینہ سے اتر رہی تھی۔ کہ ناگاہ اس کا پاؤں زینہ پر بچھی ہوئی قالین میں الجھ کر اٹکا۔ اور وہ دھم سے پیچھے کی طرف گر پڑی۔ اس کے سر میں اس زور کی چوٹ آئی۔ کہ بہت دیر تک اس جگہ سے نہ اٹھ سکی۔ اس

موقعہ پر کوئی شخص اسی زینہ پر نیچے سے اوپر کی طرف آتا معلوم ہوا۔ یہ لارڈ آکٹیوین تھا۔ جب اس نے حادثہ دیکھا۔ تو دوڑ کر کرسٹینا کی طرف گیا۔ اور اسے بازوؤں کا سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔ اُف کیا آپ کو بہت چوٹ آئی ہے؟ خدا کے لئے جلد کہئے۔ کہ آپ کی جان مجھے اپنی زندگی سے دس ہزار گنا عزیز ہے۔"

کرسٹینا ان الفاظ کو سن کر چونک گئی۔ شرم سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور اس نے گھبرا کر جلدی سے اپنے آپ کو لارڈ آکٹیوین کے بازوؤں سے نکالا۔ کچھ تو صدمہ کا اثر۔ کچھ لارڈ آکٹیوین کے الفاظ کا پیدا کیا ہوا توحش۔ وہ اس موقعہ پر شکریہ کا ایک لفظ تک منہ سے نہ کہہ سکی۔ لڑکھڑاتی ہوئی کمرہ نشست میں گئی۔ اور اس طرح ایک صوفے پر گر پڑی۔ گویا غش آنے لگا ہے۔ اتنے میں آکٹیوین بھی سنبھل گیا۔ اس نے زور سے گھنٹی بجا کر ایک خادمہ کو طلب کیا اور اسے مس اشٹن کی امداد کے لئے بھیجکر خود مکان سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں کرسٹینا بحال ہو گئی۔ اور ہلکے درد کے سوا اسے کوئی شکایت باقی نہ رہی۔ واضح ہو کہ اس موقعہ پر لیڈی آکٹیوین میرڈیتھ مکان پر موجود نہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنے والد مسٹر آرمیٹیج سے ملنے گئی ہوئی تھی۔ واپسی پر اس کو حادثہ کی کیفیت معلوم ہوئی۔ تو بہت دیر تک افسوس کرتی رہی۔

مگر جب تنہا رہ جانے پر کرسٹینا نے واقعہ کے سب پہلوؤں پر حالت سکون میں غور کیا۔ تو اس کے دل میں کئی خیالات پیدا ہونے لگے۔ مانا وہ معصوم اور دنیاوی چالوں سے بیخبر تھی۔ تاہم اس بات کو وہ بھی محسوس کئے بغیر نہ رہی۔ کہ اس موقعہ پر آکٹیوین کے منہ سے جو الفاظ نکلے وہ فرط جوش اور دو فورتسکین کے اعتبار سے واقعہ کی اہمیت سے غیر متناسب تھے۔ اور جیسا ان حالات میں قدرتی سمجھا جاسکتا ہے۔ اس سے اس نازنین کے دل میں بعض مبہم اور غیر معین شبہات پیدا ہونے لگے۔ اب جو اس نے غور کیا۔ تو اس مکان میں آنے کے روز اول کے واقعات نے بھی جن سے ناظرین خبردار ہیں۔ اس کی نظروں میں کچھ اور ہی اہمیت حاصل کر لی اس نے محسوس کیا کہ ڈویل کے بعد جب آکٹیوین ایک فرضی نام سے ہمارے مکان پر آیا تو اس کی آمد کی تہ میں ایک سرسری ملاقات کے علاوہ ضرور کوئی خاص مقصد پوشیدہ تھا۔ اور اسی مقصد کے سلسلہ میں اس نے مجھے زد کو سابقہ باہمی واقفیت کے حالات سے خبردار کرنے سے روکا۔ ان خیالات سے اس معصوم حسینہ کے دل میں نئے نئے تفکرات اور غیر معین اندیشے پیدا ہونے لگے۔ اپنی فطری پاکبازی کی وجہ سے اس نے ان اندیشوں کو نظرانداز کرنے کی بہت

کوشش کی۔ مگر نہ کر سکی۔ اور خیالات کی اس ادھیڑ بن میں اس بات کا یقین مضبوطی سے اس کے ذہن نشین ہو گیا۔ کہ آکٹیوین کی زبانی کلمات شوق سن کر میری طرف سے بھی ناراضی سے زیادہ حیرت اور کلفت سے زیادہ اضطراب ظاہر ہوا۔ اس کا بدن نامعلوم خطرات کی پیش بینی سے کانپنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ مجھ سے ایک عظیم غلطی کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ اور اس کے اثر سے بچنے کے لئے مجھے فوراً اس گھر سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔ فی الحقیقت یہ خیال مضبوطی سے اس کے دل میں جاگزین ہونے لگا۔ کہ مجھے یہ معلوم کرنے کے بعد پل بھر اس مکان میں نہ ٹھیرنا چاہیئے تھا۔ کہ میرے اور آکٹیوین کے درمیان ایک ایسا راز ہے جسے ہم نے زو سے چھپانے کا عہد کر رکھا ہے۔

مگر اب سوال یہ تھا۔ کہ اسے کیا کرنا چاہیئے؟ آکٹیوین میرڈیتھ کے منہ سے حالت جوش میں جو الفاظ نکلے انہیں اپنی مرضی کے مطابق اہمیت دینا بہر طور اسے منظور نہ تھا۔ اس گھر سے فوراً رخصت ہو جانا اور اس عجیب کارروائی کی کوئی وجہ بیان نہ کرنا۔ یہ بھی اتنا ہی غیر انسب تھا۔ سب پہلو سوچنے کے بعد آخری صورت یہی نظر آئی۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ سر دست اسی گھر میں رہنا لازم ہے۔ اگر کرسٹینا نے اس واقعہ کا ذکر فوراً ہی اپنے بھائی سے نہیں کیا۔ تو یہ امر باعث تعجب نہیں۔ کیونکہ آکٹیوین کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو کوئی خاص اہمیت دینا اور اس اہمیت کو اپنی ذات سے منسوب کرنا۔ خود اس کے حسیات لطیف کے لئے باعث مضرت تھا۔ پس سر دست اس نے یہ راز بھائی سے بھی مخفی رکھنا ہی پسند کیا

کئی ہفتے گذر گئے۔ مگر یہ عرصہ سابقہ سہل رفتاری سے بسر نہ ہوا۔ اب حالت یہ تھی کہ اگر آکٹیوین اور کرسٹینا اتفاقاً تنہائی میں ایک دوسرے سے ملتے ... اور ایک گھر میں رہتے ہوئے ایسے موقعے انہیں اکثر پیش آیا کرتے تھے ... تو دونوں میں ایک ناگوار تکلف قائم رہتا۔ دونوں کی طرف سے اس قسم کی بے چینی۔ پریشانی اور سراسیمگی کا اظہار ہوتا جسے فریقین اچھی طرح محسوس کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آکٹیوین کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتا اور کرسٹینا دوڑ کر کمرہ سے نکل جانا چاہتی ہے۔ مگر اس خیال سے جرات نہیں کر سکتی کہ نجانے اس کے معنی کیا سمجھے جائیں۔ علاوہ بھی تنہائی کی کیفیت۔ اور جب وہ زو کی حاضری میں ملتے تو باتیں کرتے ہوئے ایک کو دوسرے کے منہ کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ نہ آکٹیوین کو اپنے جذبات کے ضبط کا یقین کامل تھا۔ نہ کرسٹینا کو اس سے آنکھ ملانے کا حوصلہ

غرض اس ناگوار حادثہ کے بعد جو کرسٹینا کو زینہ پر پیش آیا۔ گھر میں معاملات کی یہ حالت تھی جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ اور اس جگہ ہم پھر ایک بار کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ناظرین کو اس بات پر حیرت نہ ہونی چاہیئے۔ کہ کرسٹینا نے ان تمام حالات کو اپنے بھائی سے پوشیدہ رکھا۔ اس لئے کہ وہ اب تک خود اپنے محسوسات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ بھائی کے روبرو ان کا اظہار کیونکر کرتی؟ بظاہر اس کی شگفتگی اب بھی قائم تھی۔ مگر یہ بتانا لاحاصل ہوگا۔ کہ اب وہ قدرتی نہیں مصنوعی۔ خلقی نہیں بناوٹی تھی۔ اور نامعلوم یہ صورت حالات کب تک قائم رہتی۔ اگر انہی ایام میں ایک اور واقعہ پیش نہ آتا جو نتائج کے اعتبار سے اور زیادہ خطرناک ثابت ہوا۔

اپریل کا مہینہ تھا۔ نسیم بہار کے نکہت افشاں جھونکے کلیوں کو گدگداتے ہوئے درختوں اور جھاڑیوں کی مروحہ جنبانی کر رہے تھے۔ اور جنگل کی گھاس سقلاط سبز کا منظر پیش کرتی تھی ایک دن زو نے اس نئی فٹن میں جو انہی ایام میں خریدی گئی تھی۔ سیر کی خواہش کی۔ اتفاق سے وہ نوکر جو گاڑی کے ساتھ جاتا تھا اسی روز گھوڑے سے گر کر مجروح ہو چکا تھا۔ اس لئے اس موقعہ پر ساتھ نہ جا سکا۔ عام حالات میں سیر کا ارادہ ملتوی کیا جاتا۔ مگر آکٹیوین نے جو زو سے ہمیشہ اخلاق و مروت کا سلوک کرتا۔ اور اس کی خوشنودی مزاج کا ہر وقت خیال رکھتا تھا۔ اس مشکل کو اس طرح حل کیا کہ نوکر کی جگہ خود گاڑی چلانے کو تیار ہو گیا۔ فوراً نئی فٹن جتوائی گئی۔ گھوڑے خوشنما اور آراستہ تھے۔ لیڈی آکٹیوین اور زو گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ لارڈ آکٹیوین نے باگ ہاتھ میں لی۔ اور گاڑی لندن کے شمالی مضافات سے گذر کر اطراف انفیلڈ کو ہولی۔ شاید اس روز گھوڑوں کو بھی چلانے والے کی ذاتی وجاہت پر فخر تھا۔ بہرحال ان کی چال میں ایک خاص بانکپن پایا جاتا تھا۔ جس نے رفتہ رفتہ منہ زوری کی صورت اختیار کی۔ زو نے شوہر کی توجہ اس طرف دلائی۔ تو اس نے کہا ڈرومت۔ کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔ اس سے وہ مطمئن ہوگئی۔ اور گاڑی لندن سے بہت دور کھلے میدانوں میں چلنے لگی۔

گاڑی ایک چھوٹی سی پہاڑی کو طے کر رہی تھی۔ کہ ایک علیحدہ بنے ہوئے مکان کے اصطبل کا دروازہ کھلنے سے گھوڑے بدکے۔ میریڈیتھ نے ان کو چمکارنے کی بجا چابک جو رسید کئے تو وہ سرپٹ ہو گئے۔ پہاڑی مقام۔ اتار کا موقعہ۔ دیکھتے دیکھتے گاڑی اس طرح چلنے لگی گویا پردار گھوڑے اسے ہوا میں اڑاتے لئے جاتے تھے۔ یا وہ ایک پرکاہ تھی جسے آندھی

اٹھائے لئے جاتی تھی۔

زورا اور کرسٹینا دونو یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئیں اور ان کے چہروں پہ لاش کی زردی ارہو ئی۔ میریڈیتھ نے گھوڑوں کو روکنے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے کہا "جم کے بیٹھی رہنا۔ اترنے کی کوشش خطرناک ہے۔" مگر اس حالت میں گاڑی میں بیٹھے رہنا بھی اُترنے سے کم خطرناک نہ تھا۔ ہر لمحہ اس بات کا خوف کہ گاڑی کسی چیز سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ کبھی دائیں پہیے اونچے ہوتے تھے کبھی بائیں کبھی گاڑی اُلٹنے سے بال بال بچی۔ اور اس اثنا میں گھوڑے برابر اسکو طوفان کی تیزی رفتار سے اُڑاتے لئے جاتے تھے صاف نظر آتا تھا کہ میریڈیتھ کی سب کوششیں بے کار ہیں۔ گھوڑے بے قابو ہو گئے تھے۔ اور اب سواریوں کا خدا ہی نگہبان تھا۔

جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے یہ سب واقعات اس سے نہایت کم عرصہ میں ظاہر ہوئے جو ان کی تحریر میں صرف ہوا ہے اور آخر کار گاڑی ڈھلوان سے اُتر کر سڑک کے ایک جانب اُلٹ گئی!

گاڑی کو اُلٹتے دیکھ کر میریڈیتھ حیرت خیز پھرتی سے فرش زمین پر کود گیا۔ گھاس پر گرنے سے اس کو چوٹ نہیں آئی۔ پس فوراً اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر کرسٹینا اور زورا دونو بے بس گریں اور گرتے ہی بے ہوش ہو گئیں۔

"الہٰی۔ کیا مر گئیں!" آکٹیوین نے دردناک آواز سے کہا۔ اور سب سے پہلے وہ کرسٹینا کو اُٹھانے دوڑا۔ اسے اپنے بازوؤں کا سہارا دے کر اُٹھاتے ہوئے سابق کی طرح بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ "بولو۔ کرسٹینا خدا کے لئے بولو۔ اے کاش تمہاری جگہ میں ہلاک ہو جاتا۔"

کرسٹینا نے اپنی متوالی سیاہ آنکھوں کو آہستہ آہستہ کھولنا شروع کیا۔ اور آکٹیوین کے منہ سے ویسی ہی جنوں آمیز مسرت کے لہجہ میں جیسی ایک لمحہ پیشتر اسکی یاس... تھی بے ساختہ نکلا۔ "خدا کا شکر کہ تو زندہ ہے! زندہ ہے! آہ کرسٹینا..."

وہ اسے فرطِ شوق سے سینہ کے ساتھ لپٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ نازنین نے ہوش میں آتے ہی اپنے آپ کو اس بے رحمی سے اس سے جدا کیا جسے عام حالات میں ناسپاسی پر محمول کیا جاتا۔ مگر جو اس وقت اس وجہ سے قابل معافی تھی۔ کہ وہ زورا کو نظر انداز کر کے جو اس کی منکوحہ بی بی کی حیثیت میں توجہ کا حق اول رکھتی تھی۔ ایک غیر عورت کی طرف مائل تھا۔ زورا ابھی تک بے ہوش

زمین پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک بار کرسٹینا کے دل میں خیال آیا کہ وہ نیم باز آنکھوں سے ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ مگر جلدی ہی معلوم ہوا کہ یہ محض وہم تھا۔

آکٹیوین نے زو کو بازوؤں کا سہارا دے کر اٹھایا اور اس کا حال پوچھا۔ انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت اس کی صورت سے رنج و کلفت کا اظہار ہوتا تھا۔ مگر الفاظ سے وہ جوش وحشت۔ وہ بے ساختہ اضطرار جو کرسٹینا کے معاملہ میں ظاہر ہوا۔ مفقود تھا۔ زو بالکل بے ہوش نظر آتی تھی۔ بہت دیر تک وہ شوہر کے سہارے اس طرح کھڑی رہی کہ سر اس کے شانہ سے لگا ہوا تھا۔ یہ اس کا حال پوچھتا تھا۔ اور وہ خاموش تھی۔

"کاش اس وقت کوئی صورت امداد ہو۔" کرسٹینا نے عالم وحشت میں کف افسوس ملتے ہوئے گھبرا کر کہا "ہائے میں کیا کروں؟ کدھر جاؤں؟ میری محسن۔ میری سہیلی۔ جان سے پیاری زو پھر ایک بار بولو۔ آنکھیں کھولو"۔ اور نوجوان حسینہ نے بے تابی کی حالت میں دوڑ کر لیڈی آکٹیوین کو اس کے شوہر سے اپنے بازوؤں میں لے لیا اور دیر تک اسے چھاتی سے لپٹائے رکھا۔

رفتہ رفتہ اسے زو کا دل حرکت کرتا محسوس ہوا۔ اور اس کے بعد ایک گہری آہ سرد بھی منہ سے نکلی۔ دفعتاً زو کی آنکھوں سے سیلاب اشک بہ نکلا۔ اور وہ کرسٹینا کی گردن سے لپٹی ہوئی سسکیاں لے کر رونے لگی۔ کرسٹینا نے اسے تسلی و تسکین کے الفاظ کہے۔ اسے اپنی محسن اور سہیلی کہتے ہوئے ضبط کی التجا کی۔ اور اپنے دل میں اس گریہ و زاری کو اس حادثہ کے خوف سے منسوب کیا۔ جو پیش آیا تھا۔ مگر نازک اندام زو اور زیادہ گلے لگ کر رونے لگی۔ ایک سیلاب عظیم تھا کہ آنکھوں کی راہ سے بہا جاتا تھا۔ پھر وہ دفعتاً رک کر سیدھی کھڑی ہوئی۔ یہ معلوم کر کے کہ اس کا شوہر پاس ہے وہ کرسٹینا سے جدا ہوئی اور اس سے لپٹ گئی مگر اب اس کا جوش گریہ تھم گیا تھا۔ آکٹیوین نے دونوں کی ضربات کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ذہنی صدمہ کے علاوہ جسم پر صرف چند خفیف چوٹیں آئی ہیں۔ کسی کو کوئی خاص ضرب نہیں پہنچی۔

مگر اب سوال یہ تھا۔ کہ کیا کیا جائے؟ گاڑی کو گرا دینے کے بعد گھوڑے بالکل مطمئن اور چپ چاپ کھڑے تھے۔ مگر ایک تو گاڑی کی حالت شکستہ۔ دوسرے ان گھوڑوں پر دوبارہ اعتماد کرنا غیر ممکن تھا۔ خوش قسمتی سے تھوڑی دیر میں ایک اور گاڑی اس مقام سے

گذری جس میں ایک مرد شریف سوار تھا۔ ان لوگوں کی حالت دیکھ کر وہ امداد پر آمادہ ہوگیا فنٹن کو گھوڑوں سمیت ریجنٹس پارک والے مکان میں پہنچانے کا فرض اس گاڑی کے نوکر کو سپرد ہوا۔ اور لارڈ آکٹیوین۔ زو اور کرسٹینا دوسری گاڑی میں سوار ہوگئے۔ زو کی رنگت اب تک زرد تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا اسے حقیقت میں اس سے بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے جتنا وہ تسلیم کرتی تھی۔ اس کی آواز ہلکی دبی ہوئی۔ مگر نہایت شیریں تھی اور وہ گاہ بگاہ اپنا سپید رومال اس طرح چہرہ کی طرف لے جاتی تھی۔ گویا آنسو پونچھ رہی ہے۔ مگر کرسٹینا اور آکٹیوین دونو کے دل میں یہی خیال جاگزین تھا۔ کہ یہ اس صدمہ ذہنی کا اثر ہے۔ جو گاڑی سے گر کر اُسے پہنچا۔

وہ شخص جس کی گاڑی میں یہ لوگ سوار ہوئے تھے۔ اُنہیں مکان تک چھوڑ آیا حالانکہ خود اسے لندن کے ایک بالکل ہی دوسرے حصہ میں جانا تھا۔ مکان پر پہنچ کر زو خوابگاہ میں پلنگ پر لیٹ گئی۔ اور کرسٹینا تیمارداری کے لئے اس کے پاس جا بیٹھی۔ لیڈی آکٹیوین نے لاکھ منت کی کہ خود تمہیں بھی چوٹ آئی ہے۔ اس لئے جا کر آرام کرو۔ مگر اس نے اپنی ضربات کو خفیف اور ناقابل ذکر قرار دے کر وہاں سے ہلنا منظور نہ کیا۔ آکٹیوین نے ایک ڈاکٹر بلایا۔ جس نے زو کے لئے ضروری نسخہ تجویز کر دیا۔ گریہ و اضطرار کو اس نے بھی صدمہ ذہنی سے منسوب کیا۔ اور مشورہ دیا کہ مریضہ کو جہاں تک ممکن ہو حالت سکون میں رکھا جائے۔ معلوم ہوتا ہے دوا میں کوئی نشہ آور چیز ملی ہوئی تھی۔ کہ اُسے پیتے ہی زو کی آنکھ لگ گئی اور وہ جب تک سوئی کرسٹینا برابر اس کے سرہانے بیٹھی رہی۔

اس جگہ پھر ایک بار کرسٹینا کے خیالات کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لارڈ آکٹیوین نے جس وقت اسے فرش زمین سے اُٹھایا تو اس کے منہ سے بے اختیاری میں جو پرجوش کلمات نکلے ان کا کچھ حصہ کرسٹینا نے بھی سن لیا تھا۔ پھر ایک قابل ذکر امر یہ تھا۔ کہ لارڈ آکٹیوین نے حادثہ کے بعد سب سے پہلے زو کی مدد کرنے کی بجائے جسے حق فائق حاصل تھا۔ اس کو اُٹھایا۔ سابق میں وہ لارڈ آکٹیوین کے جذبات کے متعلق کتنی بھی غیر یقینی حالت میں ہو۔ بہرحال اس کے لئے اب ان کی صحیح نوعیت معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ اس کے ساتھ اسے احساس تاسف بھی ہوا کہ میرا اپنا طرز عمل وہ نہیں تھا جسے تقاضائے فرض سمجھا جا سکتا ہے۔ بخلاف ازیں لارڈ آکٹیوین کے منہ سے "آہ۔ کرسٹینا!" کا جملہ سن کر خود اسے اپنے اندر ناقابل بیان مسرت کی لہر

پیدا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ اس ایک لفظ کی تہ میں اسرار معانی کا دفتر پوشیدہ تھا۔ جس کا مطلب سمجھنے میں غلطی ہونا غیر ممکن تھا۔ دس ہزار زبانوں کی فصاحت سے زیادہ اثر اس ایک لفظ میں موجود تھا۔ یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کی صورت میں متکلم کے سارے دلی خیالات ظاہر ہو چکے تھے۔

کرسٹینا بہت دیر اس معاملہ پر غور کرتی رہی۔ اور آخر اس نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ کیا کرنا چاہیئے۔ اس فیصلہ کے بعد اسے گونہ اطمینان حاصل ہوا جس وقت خادمہ نے اطلاع دی کہ کھانا دسترخوان پر آ چکا ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ میرے لئے چند لقمے یہیں بھیج دینا۔ کیونکہ میں اٹھ کر نہیں جا سکتی۔ دوا کے اثر سے زو شام تک بے خبر سوتی رہی۔ اس وقت آنکھ کھلی تو دیکھا کرسٹینا پاس بیٹھی ہے۔ اور قریب ہی وہ طشت پڑا ہے جس میں اس کا کھانا لایا گیا اور جسے اتفاقاً نوکر واپس لے جانا بھول گیا تھا جس وقت زو کو معلوم ہوا کہ کرسٹینا نے میری تیمارداری کرتے ہوئے صحیح مقام پر جا کر کھانا کھانے کی بھی پروا نہیں کی۔ تو اس نے اس کا ہاتھ انداز ممنونیت سے اپنے ہاتھ میں لیا۔ پھر اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور چھاتی سے لگا کر بہت دیر پیار کیا۔ جب ادائے شکریہ کے لئے الفاظ نہ ملے۔ تو بے اختیار رونے لگی۔ اس سے ہجوم جذبات کم ہوا تو اس نے شکستہ لفظوں میں کرسٹینا کی عنائت کا شکریہ ادا کیا۔

اس موقعہ پر لارڈ آکٹیوین مزاج پرسی کے لئے کمرہ میں داخل ہوا۔ اور زو نے دلفریب تبسم کے ساتھ ہلکی دردناک آواز میں جواب دیا کہ امید ہے بہت جلد اچھی ہو جاؤں گی۔ آکٹیوین اسے بوسہ دینے کو جھکا۔ تو وہ دلی محبت سے اس سے لپٹ گئی۔ واپس جاتے وقت آکٹیوین نے کہا میں تمہارے لئے ایک نرس بلا دیتا ہوں مگر کرسٹینا نے نہائت استقلال کے ساتھ جواب دیا۔ "نہیں ان کی خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ اور میں اسے پورا کروں گی۔"

زو نے اس انداز شیریں سے جو اس سے مخصوص تھا اور جو موجودہ دردناک حالت میں اور بھی دلفریب معلوم ہوتا تھا۔ کرسٹینا کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر اس نے نہیں مانا۔ آخر آکٹیوین رخصت ہوا۔ اور کرسٹینا زو کے پاس ہی رہی۔

اگلے دن ڈاکٹر نے بخار کے آثار تشخیص کئے۔ جنہوں نے بہت جلد ترقی کی۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں زو کا بدن پھنکنے لگا۔ رات کو ہذیان شروع ہوا۔ اور بے ہوشی میں وہ کچھ بے جوڑ کلمات کہتی رہی۔ گو ان میں کوئی اپنے اندر خاص معنی نہ رکھتا تھا۔ اس

اتنا میں کرسٹینا برابر اس کے پاس بیٹھی تھی اس نے ساری ساری رات آنکھوں میں کاٹی۔ لیڈی آکٹیوین میریڈتھ دس دن علیل رہی اور اس عرصہ میں بارہا مرض نے ایسی خطرناک صورت اختیار کی۔ کہ جان کے لالے نظر آتے تھے۔ بیماری کے تیسرے دن ڈاکٹر نے اس بات پر زور دیا۔ کہ مریضہ کی نگہداشت کو ایک نرس ضرور حاضر رہنی چاہیے۔ مگر کرسٹینا نے پھر بھی اپنی محسنہ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ شب و روز اس کے پاس بیٹھی رہتی تھی۔ اور اگر کبھی نیند غلبہ کرتی تو اسی کمرہ میں تھوڑی دیر کو سو جاتی تھی۔ وہ اپنے ہاتھ سے نرس کو دوا پلاتی۔ اور گو عام طور پر نرسیں اپنے حقوق کی بڑی حفاظت کیا کرتی ہیں۔ اور کسی کو اپنے کام میں دخل انداز ہونے کی اجازت نہیں دیتیں۔ تاہم کرسٹینا نرس سے اس حسن اخلاق سے پیش آتی تھی۔ کہ اس کے لئے اس سے ناراض ہونا غیر ممکن تھا۔ اس عرصہ میں کرسٹینا نے لارڈ آکٹیوین سے تنہائی میں ملنے کا موقعہ نہیں آنے دیا۔ اس میں شک نہیں بعض اوقات ایسے موقعوں پر جب نرس کام پر گئی ہو آکٹیوین زوجہ کی حالت دیکھنے آجاتا تھا اور چونکہ زوجہ بے ہوش ہوتی تھی۔ اس لئے عملی طور پر کمرہ میں وہ اور کرسٹینا ہی ہوتے تھے۔ مگر ایسی حالت میں کرسٹینا مریضہ کی چارپائی کے دوسری جانب ایسے مقام پر بیٹھا کرتی تھی۔ کہ اس کے اور آکٹیوین کے درمیان مسہری کا پردہ حائل رہتا۔ اور وہ ایک بار بھی اس کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ کرتی تھی۔ اگر وہ اس سے کوئی سوال پوچھتا۔ تو یہ اس کا نہایت مختصر لفظوں میں جواب دیتی۔ اور گفتگو کی طوالت کا موقعہ نہ آنے دیتی تھی۔

اسی طرح دن گذرتے گئے۔ اور آخر کار بارھویں روز ڈاکٹر نے بیان کیا۔ کہ اب لیڈی آکٹیوین کے لئے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد آخر الذکر نے نرس اور ڈاکٹر دونو کی زبانی معلوم کیا کہ اس کے عرصہ علالت میں کرسٹینا ہر وقت اس کے پاس بیٹھی بہنوں کی طرح محبت اور ہمدردی سے تیمارداری کرتی رہی ہے۔ اور ڈاکٹر نے جو ایک لعنت شعار و فیاض آدمی تھا یہاں تک بیان کیا کہ آپ کی جان محض مس ایسٹن کی کوششوں سے بچی ہے۔ کیونکہ طبیب کتنا لائق اور مریض کتنا صاحب استطاعت ہو۔ خطرناک بیماری کے موقعہ پر اول الذکر کی قابلیت اور آخر الذکر کی دولت سے زیادہ ایک صادق دوست کی ہمدردی اور محنت ہی مفید اثر پیدا کرتی ہے۔ کرسٹینا نے اس موقعہ پر آپ کی ویسی ہی خدمت کی ہے جیسی ایک محب صادق کو کرنی چاہیئے۔ یہ حالات سن کر زوجہ بے اختیار کرسٹینا سے لپٹ گئی۔ اور کہنے

لگی۔"کرسٹینا۔ پیاری کرسٹینا۔ تم نے مجھ سے سچی بہنوں کا سلوک کیا ہے۔ میرا ہی دل جانتا ہے کہ میں تمہاری کس درجہ ممنون احسان ہوں۔"

پندرہ دن اور گذر گئے اور اواخر ماہ اپریل میں ایک روز جب مطلع صاف تھا۔ زو گرم کپڑوں میں لپٹی ہوئی کمرہ نشست کے ایک صوفے پہ بیٹھی تھی۔ بدن اب تک کمزور اور چہرہ زرد تھا۔ مگر خطرہ گذر چکا تھا۔ اور ڈاکٹر نے رائے ظاہر کی تھی کہ اب اسے بہت جلد شفائے کامل حاصل ہو جائے گی۔ کھلی کھڑکی کی راہ سے موسم بہار کی عطر بیز ہوا ان معتدل ایام کی خبر دیتی تھی۔ جو آغاز گرما سے مخصوص ہیں۔ کرسٹینا بھی پاس تھی۔ اور اس کے رخساروں کی زرد فام رنگت اس صعوبت عظیم کا پتہ دیتی تھی۔ جو اس نے اپنی محسنہ کے عرصہ علالت میں اس کی خاطر برداشت کی۔ یوم حادثہ کے بعد وہ آجتک گھر سے باہر نہیں نکلی تھی۔ اس وقت آکٹیوین کسی کام پر گیا ہوا تھا۔ اور دونو سہیلیاں کمرہ میں تنہا تھیں۔

تھوڑی دیر سرسری باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد جب وقفہ ہوا۔ تو کرسٹینا نے میز پر رکھا ہوا اخبار اٹھا لیا۔ کیونکہ ڈاکٹر نے زو کو زیادہ بولنے سے منع کر رکھا تھا۔ اور کرسٹینا کو اس ہدایت کی خلاف ورزی منظور نہ تھی۔ اخبار اٹھانے کی حرکت بھی ارادی نہیں مصنوعی تھی۔ کیونکہ اس کے خیالات اور معاملات کی طرف لگے ہوئے تھے۔ جب اس نے اسے کھولا تو گو آنکھیں اسکی سطور پہ لگی ہوئی تھیں۔ تاہم دماغی توجہ اسطرف نہ تھی۔ مگر دفعتاً نگاہ اور خیالات اخبار کی طرف لگ گئے۔ اور وہ اس طرح چونکی گویا جس چیز کی تلاش تھی۔ مل گئی۔ تھوڑی دیر وہ اخبار کے اس مضمون کو جو یکایک اس کی دلچسپی کا باعث ہوا۔ نظر غور سے دیکھتی رہی۔ زو نے یہ حالت دیکھی اور کرسٹینا کی غیر معمولی یکسوئی کو محسوس کیا۔ ایک دو منٹ خاموشی رہی آخر اس نے ہلکی۔ پیاری آواز سے پوچھا۔"کرسٹینا کونسی خبر ہے جو تمہارے لیئے اتنی دلچسپی کا موجب بن گئی؟"

کرسٹینا پھر ایک بار اس طرح چونکی۔ گویا زو کے الفاظ نے اسے خواب کی حالت سے بیدار کر دیا۔ اور لیڈی آکٹیوین کی طرف اس طرح ڈرتے ڈرتے دیکھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اسے جواب دینے میں تامل ہے۔ مگر جلدی اوسان بحال کر کے پر استقلال مگر شیریں لہجہ میں کہا"میں یہ اشتہار دیکھ رہی تھی جس میں ایک معزز مشرقی خاتون نے اپنے لیئے ایک سہیلی کی خدمات طلب کی ہیں۔ اور لکھا ہے اس میں کیا کیا اوصاف ہونے چاہئیں۔"

"کیوں مگر کرسٹینا تمہیں اس اشتہار سے کیوں دلچسپی ہے؟" زو نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"اس لیے ۔۔ میری نیک دل محسنہ۔ میری پیاری زو۔ اس لئے کہ یہ جگہ مجھے اپنے لئے موزوں نظر آتی ہے۔" کرسٹینا نے جواب دیا۔

لیڈی آکٹیوین تھوڑی دیر چپ رہی۔ اور اس عرصہ میں کرسٹینا کی طرف اس طرح بغور دیکھا کی۔ گویا اس کے دلی خیالات معلوم کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کی نگاہ سے کسی طرح کی سختی نہیں۔ بلکہ نرمی۔ ملائمت اور تعجب ظاہر ہوتا تھا۔

"تو کیا تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟" اس نے آخر کار بھرائی ہوئی آواز سے پوچھا۔

"پیاری زو مجھے جانے دو۔ یہ جگہ میرے حسب حال معلوم ہوتی ہے۔" کرسٹینا نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ کیونکہ اس کی آنکھیں اشک آلود ہونے لگی تھیں۔ اور وہ اپنے آنسوؤں کو زو سے چھپانا چاہتی تھی۔

اس نے فقط اتنا ہی کہا۔ اس سے زیادہ نہ اپنی علیحدگی کی وجہ بیان کی۔ نہ کسی توضیح میں داخل ہونا پسند کیا۔ اور سچ پوچھئے تو وہ کہہ بھی کیا سکتی تھی؟ اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اس فوری علیحدگی کی وجہ سے مجھے ناشکرگذار ہی کیوں نہ سمجھا جائے۔ بہرحال اب مجھے اس مکان میں نہ رہنا چاہیئے۔ جہاں میری ذات آکٹیوین اور زو کی محبت میں حائل تھی۔

بہت دیر سکوت رہا۔ اور اس عرصہ میں کرسٹینا لیڈی آکٹیوین کے چہرہ کی طرف دیکھنے کی جرات نہ کر سکی۔ کیونکہ وہ سمجھتی تھی۔ اس کی یہ خاموشی حیرت و ناراضگی پر مبنی ہے۔ آخر اس حالت کو ناگوار پاکر اس نے پھر ایک بار زو کی طرف منہ پھیرا۔ تو معلوم ہوا وہ بھی آنسو پونچھ کر اس کی طرف ناقابل بیان محبت کی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ کرسٹینا بے اختیار اس کی گردن سے لپٹ گئی۔ اور وہ دونوں بہنوں کی طرح سچی گرمجوشی سے بغلگیر ہو کر رونا شروع کیا۔ جب تک وہ بغلگیر رہیں۔ کسی کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا۔ آخرکار زو نے اس مہرِ خموشی کو توڑا مگر الفاظ جو اس کے منہ سے نکلے وہ رنج و ملامت کے نہ تھے۔ اس نے اتنا ہی کہا "عزیز بہن۔ خدا کی برکتیں ہمیشہ تم پر نازل ہوں۔ تم جہاں رہو۔ سکھ کی زندگی بسر کرو۔"

اس موقعہ پر کرسٹینا کے دل میں خیال آیا۔ کیا زو نے میرے ارادوں کی حقیقت معلوم کر لی ہے۔ اور وہ اسی لئے میرے فیصلہ کو منظرت کرسے دیکھتی ہے؟ مگر بہت غور کرنے پر بھی ۔۔۔ اب

کا کچھ جواب حاصل نہ کرسکی۔ اس کے بعد جتنا عرصہ وہ اس گھر میں ٹھیری۔ زو کا سلوک اس کے ساتھ بہنوں کی طرح محبت آمیز رہا۔ ویسا ہی محبت آمیز جیسا اب تک تھا۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ زو کی طرف سے کرسٹینا کے متعلق روز اول سے ہی عنائت و شفقت کا اظہار ہوتا رہا تھا جس کے لئے کرسٹینا تہ دل سے اسکی ممنون تھی۔ جس شرقی خاتون نے اخبار میں اشتہار درج کرایا۔ وہ راجکماری اندرا ہی تھی جس سے ہمارے ناظرین ناواقف نہیں ہیں۔ کرسٹینا نے بہت جلد اس کے نام ایک درخواست روانہ کی جس کے ساتھ لیڈی آکٹیوین میرڈیتھ کی دی ہوئی سند ملفوف کردی۔ یہ درخواست والیٔ اندر آباد کی دختر نے فوراً منظور کرلی۔ اور اس کی اطلاع کرسٹینا کو بھیج دی گئی۔

تین دن بعد کرسٹینا زو سے رخصت ہوکر راجکماری کے مکان پر جانے کو تیار ہوئی۔ حادثہ کے دن سے آج تک اسے لارڈ آکٹیوین سے تنہائی میں ملنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ اور چونکہ اس کی موجودگی میں وہ بہت کم گفتگو کرتی تھی۔ اس لیے اپنی علیحدگی کی اطلاع اس نے لارڈ موصوف کو نہیں دی۔ زو نے اس کا ذکر کیا یا نہیں۔ اس کا اسے علم نہ تھا۔ اس نے روانگی کا وقت بھی وہ تجویز کیا جب لارڈ آکٹیوین مکان پر نہ تھا۔ اور جب زو اس کے ساتھ راجکماری کے مکان تک جانے کو تیار ہوئی۔ تو کرسٹینا نے شکریہ کے ساتھ اس سے انکار کردیا۔ کیونکہ وہ جہاں تک ممکن ہو اپنی جدید جائے سکونت کو لارڈ آکٹیوین سے پوشیدہ رکھنا چاہتی تھی۔ اور اس کی خواہش تھی کہ اسے اس کا علم زو کی معرفت ہی ہو تو ہو۔ اور کسی ذریعہ سے نہ ہوسکے۔ کوئی غیبی آواز اسے کہہ رہی تھی۔ کہ زو نے اپنے شوہر کو اس واقعہ سے خبردار نہیں کیا۔ اور نہ وہ اسے نئے مقام کا پتہ دے گی۔

آخر جب ایک دوسرے سے جدا ہونے کا وقت آیا تو لیڈی آکٹیوین نے اس کا ہاتھ ازراہ محبت اپنے ہاتھ میں لیکر کہا۔ "پیاری کرسٹینا میں اپنی زندگی کے لئے تمہاری ممنون احسان ہوں۔ اور تمہارے حسن سلوک کے باعث عمر بھر سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ کرسٹینا سچ جانو تمہارے لئے میرے دل میں۔ ۔ میرے دل میں۔ ۔ ۔ مگر نہیں۔ میں اپنے خیالات ظاہر نہیں کرسکتی۔ بہرحال میری سچے دل سے یہ دعا ہے کہ خدا تمہیں شاد و آباد رکھے۔ کرسٹینا ہماری جدائی عارضی ہے اور میں اس عرصہ میں بارہا تم سے ملوں گی۔ اگر راجکماری نے اس کی اجازت دی تو میں وہیں تم سے ملنے آیا کروں گی۔ الوداع کرسٹینا۔ الوداع!"

دونو بھی محبت سے بغلگیر ہوئیں اور جدا ہو ہوکر کئی بار ایک دوسرے سے ملیں۔ دونو کے رخسار آنسوؤں سے تر تھے۔ دونو کے سینہ میں جذبات کا ہجوم تھا۔ آخر ایک الوداعی بوسہ اور رخصتی مصافحہ کے بعد وہ جدا ہوگئیں۔

باب ۴۳

ارل آف لیسانز کی حماقتیں

اب جبکہ ایام بہار شروع ہو چکے تھے۔ ارل آف لیسانز کی بیگم کونٹس ایتھل کو محل کی فرشی منزل کا ایک کمرہ خاص طور پر مرغوب ہونے لگا تھا۔ یہ جگہ کشادہ نہ سہی آراستہ خوب تھی۔ اور بیگم صاحب کا عذر تھا۔ کہ اس میں ایک نہائت خوشنما پیانو رکھا ہوا ہے۔ کمرہ سے ملحق خوابگاہ تھی۔ جو آرائش و زیبائش کے اعتبار سے سلیقہ مند امیر زادیوں کے کمرہ نشست کا مقابلہ کرتی تھی۔ دونو کمروں کی کھڑکیاں مکان کے ایک جانب باغ کی طرف کھلتی تھیں۔ جہاں دور تک سبزہ و گل کی بہار قلب و نگاہ کے لئے باعث سرور و انبساط تھی۔

گذشتہ ایک دو ہفتوں سے کونٹس کی طبیعت ناساز تھی۔ کہا جاتا تھا۔ انہیں فتور اعصاب کی شکائت اور درد سر کا عارضہ ہے خفیف سا شور بھی مزاج کی برہمی کا موجب ہوتا تھا۔ ان حالات میں انہوں نے ارل سے چند روز کے لئے انہی کمروں میں رہنے کی اجازت طلب کی۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ گو آپ کی جدائی شاق گذرتی ہے۔ مگر جلد تر بحالی صحت کے خیال سے میں اس انتظام پر مجبور ہوں۔ یہ درخواست کرتے وقت بیگم صاحب نے ارل سے اسکی بھی درخواست کی کہ اپنے سوانح عمری کے اولیں پروف میرے پاس بھیجئے کہ میں آپ کی زندگی کے حیرت خیز کارناموں کی تفصیل جاننے کو بیتاب ہوں۔ اس آخری درخواست کا بیوقوف بڈھے کی حماقت آمیز خود پسندی پر یہ اثر ہوا کہ وہ اس عارضی علیحدگی پر بخوشی رضامند ہوگیا۔

ایک دن کا ذکر ہے ارل صبح ۹ بجے کے قریب اس خیال سے کمرہ مذکور کی طرف روانہ ہوا کہ جلکر بیگم کو ایک واقعہ خاص۔ جسے اس نے حال میں اختراع کیا تھا۔ اور جو اب تک کونٹس کے کانوں تک نہ پہنچا تھا سنائے۔ فی الحقیقت اس نے اپنا یہ تازہ کارنامہ صبح کے ۶ بجے اس وقت

فرضی طور پر گھڑ لیا تھا۔ جب وہ عموماً بیدار ہوکر اپنے معتمد کے لئے ضروری یادداشتیں تیار اور مرتب کیا کرتا تھا۔ اس فوساختہ واقعہ میں ہر قسم کے مبالغے شامل کر کے اس خیال سے بے حد مسرور رکہ اسے سن کر بیگم واقعی پھڑک جائیں گی۔ حضرت ارل نہائت اطمینان کے ساتھ کمرہ مذکور کی طرف چلے۔ دروازہ پر پہنچے۔ تو معلوم ہوا کھلا ہے۔ پس کنڈی ہلانے کے رسمی تکلف کے بغیر اندر چلے گئے۔ اور وہاں جاکر کیا دیکھا کہ . . .

ایتھل کی بے احتیاطی کو کیا کہئے۔ کہ دروازہ کو اندر سے بند کرنا بھول گئی۔ بے شک یہ ایک سہو تھا۔ مگر ایسی ہی غلطیوں سے دنیا باب عشق کے اسرار معلوم کیا کرتی ہے۔ اگر اس قسم کے سہو ختم ہو جائیں۔ تو عشق و محبت کی داستانوں میں بھی کوئی دلچسپی باقی نہ رہے۔ طلاق کے مقدموں کا سامان دلبستگی ختم ہو جائے۔ اور خلقت ان ذرائعہ تفریح سے محروم رہے۔ جو اس طرح پر مہیا ہوتے رہتے ہیں۔ ایتھل نے چونکہ سہواً دروازہ کھلا رہنے دیا تھا۔ اس لئے حضرت ارل اپنے خیالات میں محو منہ اُٹھائے اندر چلے آئے اور وہاں جاکر جو نظارہ آپ نے دیکھا اس نے ان کے حواس پر ایسا اثر کیا۔ کہ گو اپنے بیان کے مطابق وہ اچھے اچھے پہلوانوں پر غالب آسکتے تھے۔ تاہم اس وقت ہوا کا ایک نہائت خفیف جھونکا بآسانی ان کو گرا دیتا کیا دیکھتے ہیں کہ کھڑکی کے پاس ایک مرد اور عورت ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے کھڑے ہیں اور مرد اس نازنین کے یاقوتی لبوں کو پرجوش رخصتی بوسے دے رہا ہے۔

یہ حالت دیکھ کر ارل کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ پھر بھی انہوں نے معلوم کر لیا کہ عورت انکی بی بی ایتھل اور مرد انہی کا بیٹا لارڈ آسمنڈ ہے! جہاں کھڑے تھے۔ وہیں رُک کر آپ نے بلند آواز سے نہائت غضبناک لفظوں میں کچھ کہنے کی کوشش کی۔ مگر الفاظ حلق میں آکر رُک گئے۔ اور آپ اتنا ہی کر سکے کہ اپنا استخوانی بازو اونچا اٹھا کر بے بسی کی حالت میں دونو کو مکا دکھایا۔ اس کے بعد عالم وحشت میں دروازہ کو کھلا ہی چھوڑ کر اس بے خبری میں کہ سر پیر تک کا ہوش نہ تھا۔ کمرہ سے باہر نکل گئے۔

جب لارڈ آسمنڈ نے باپ کی صورت دیکھی اور معلوم ہوا کہ ہمارا راز فاش ہو گیا تو اس کے دماغ میں چکر آنے لگا۔ کونٹس کو شوہر کی آمد کا علم نہ تھا۔ مگر لارڈ آسمنڈ کے چہرہ کی زردی اور صورت کی پریشانی نیز اس کے دفعتاً پرے ہٹنے سے اس نے بھی معلوم کیا کہ کوئی خاص واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ پس وہ بھی گھبرا اٹھی۔ اور آسمنڈ کی زبانی جو کچھ معلوم ہوا۔ اس سے اس کے

بدترین اندیشوں کی تصدیق ہوگئی۔ مگر اب سوال یہ تھا کہ کیا کیا جائے؟ دونو ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے مگر کسی کو یارائے سوال نہ تھا۔ ایتھل فرط خوف سے زمین پر گری جاتی تھی۔ افشائے راز۔ ذلت و رسوائی کے خیالات دماغ میں شکاری پرندوں کی تیزی رفتار سے گذر رہے تھے۔ یکایک آسمنڈ کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور اس کے آتے ہی اس کے مرجھائے ہوئے چہرہ پر رونق آگئی۔

اسے مطمئن دیکھ کر ایتھل نے گھبرا کر پوچھا "کیوں اب کیا سوچ رہے ہو؟"

کہنے لگا "مجھے پختہ یقین ہے کہ والد یہاں سے سیدھے میک پیس کے پاس جاکر اس سے سب حال کہیں گے۔ پس ہمارا بچاؤ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ایتھل پیاری ڈرو نہیں۔ میں اس میک پیس کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

ایتھل کھڑکی سے ہٹ کر لڑکھڑاتی ہوئی ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ اور اس کا آشنا میک پیس کی تلاش میں نکلا۔ حسن اتفاق سے وہ اسے پاس ہی مل گیا۔ اس کے شانہ پر واقفانہ انداز سے ہاتھ رکھ کر لارڈ آسمنڈ نے حالت اضطرار میں کہا "میک پیس اس وقت میری مدد کرو تو پانسو پونڈ انعام کا وعدہ کرتا ہوں۔"

میک پیس کی طرف سے کب انکار تھا۔ اس کی حرص تو اس درجہ بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اگر اس سے نصف رقم کے لئے اپنی روح شیطان کے حوالہ کرنے کے لئے کہا جاتا تو وہ اس کے لئے بھی آمادہ تھا۔ پس اس نے یہ دریافت کئے بغیر کہ وہ کیا خدمت ہے جو آپ مجھ سے لیا چاہتے ہیں۔ جھٹ آمادگی ظاہر کی۔ لارڈ آسمنڈ نے یہ کیفیت گھڑی کہ میں ہنسی میں اپنا منہ کونٹس کے کان کے پاس لے جاکر ان سے کچھ کہہ رہا تھا کہ والد نے دیکھ لیا۔ اور خدا جانتا ہے کہ ہماری نیت پاک تھی۔ تاہم والد کی صورت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہیں ہم پر شک ہے۔ یہ فرضی قصہ اس نے اس خیال سے اختراع کیا۔ کہ نوکر کے سامنے ایتھل کی ذلت نہ ہو۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی غور سے کام لیتا۔ تو معلوم ہو جاتا کہ یہ توضیح اتنی بھدی ہے جسے میک پیس جیسا عیار شخص تو کیا۔ ایک معمولی فراست کا آدمی بھی قبول نہیں کر سکتا۔ لیکن عموماً دیکھا گیا ہے۔ کہ نہایت ہوشیار اور سمجھدار آدمی اپنے آپ کو اس طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح سے دوسروں کو اندھا سمجھتے ہوئے خود اپنی کوتاہ فہمی کا ثبوت دیتے ہیں۔ بہرحال میک پیس نے لارڈ آسمنڈ کے بیان کو قابل تسلیم سمجھا۔ اور اس کا اطمینان کر کے قصداً

ارل سے ملنے چلا۔

اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ بے وقوف رئیس ساری کیفیت لفظ لفظ مجھ سے کہ دے گا۔ اور چونکہ صبح کو اس کا فرض تھا کہ ارل کے کمرہ لباس کی سب الماریاں جن میں مصنوعی شباب کا سامان رکھا رہتا تھا۔ اپنے ہاتھ سے بند اور مقفل کرے۔ اس لئے وہ لارڈ آسمنڈ سے جدا ہو کر سیدھا اسی طرف روانہ ہوا۔ مگر کمرہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ارل ابھی تک وارد نہیں ہوئے چونکہ اچھی طرح جانتا تھا وہ عنقریب یہیں آئیں گے۔ اس لئے انہیں تلاش کرنے نہیں گیا۔ بلکہ وہیں کمرہ کی مختلف چیزوں کو اِدھر اُدھر رکھ کر ٹھیک کرنے لگا۔ چند منٹ کے عرصہ میں دروازہ کھلا۔ اور ارل آف لیسلز داخل ہوئے۔ وہ آتے ہی ایک کرسی پر گر گئے۔ اور جس وقت میک پیس نے دزدیدہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ تو صورت اس تازہ اندوہ وملال کی وجہ سے اتنی مضحکہ خیز نظر آئی کہ غریب بدقت ہنسی ضبط کر سکا۔ بظاہر ارل کی طرف توجہ نہ دے کر وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ اور اس عرصہ میں حضرت ارل اس طرح کی لمبی لمبی سانسیں لیتے رہے گویا سخت وحشت کی حالت میں ہیں۔ اور جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اسے قابل یقین سمجھنے میں دقت کا سامنا ہو رہا ہے۔

"میک پیس۔" انہوں نے آخرکار کہا۔ "آج اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ میں ایک . . . ایک . . ."

"آہ حضور کو آج اس کا یقین ہوا ہے۔ حالانکہ خادم برسوں سے جانتا ہے۔ کہ آپ ایک وحید العصر روشن ضمیر رئیس ہیں۔" میک پیس نے کہا۔

"ہاں ہاں میک پیس۔ میں جانتا ہوں۔ دنیا میری نسبت یہی رائے رکھتی ہے۔ مگر اس کے باوجود آج معلوم ہوا کہ میں ایک . . . ایک . . ."

"کہ آپ اپنے جملہ محاسن کے باوجود نہایت منکسر المزاج۔ زاویہ نشین امیر ہیں۔" نوکر نے اپنے طور پر فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

"بے شک نمود ونمائش کا شوق روز اول سے مجھ میں نہیں ہے۔" ارل نے کہا "تم جانتے ہو مجھ میں اکابر زمانہ کی جملہ صفات موجود ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ عہد گذشتہ کے اکثر بزرگ میری طرح ایک . . . ایک . . ."

"ایک حد تک اپنی خوبیوں کی اصلی وسعت سے بے خبر تھے۔ جی ہاں۔ سرکار کا یہ خیال

بالکل صحیح ہے۔" میک پیس نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔" اس واقعہ ہی کو لیجئے کہ گورنمنٹ نے وزیر اعظم کا عہدہ پیش کیا۔ مگر حضور نے . . . "

" یہ سچ ہے کہ میں نے وزیر اعظم کا عہدہ منظور کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ میں نہ چاہتا تھا، ارج الوقت حکومت کے خلاف میری تقریر کے اثرات اتنے دور رس ثابت ہوں۔" ارل نے جواب دیا۔" مگر میک پیس وہ احساس جو مجھے آج ہوا ہے اس وقت اس عہدہ کے انکار سے بھی نہ ہوا تھا۔ کیونکہ آج یہ جان کر کہ میں ایک . . . ایک . . . "

" کہ حضور اپنے اندر ایک قابل مصنف کی جملہ صفات بھی رکھتے ہیں۔" میک پیس نے کہا۔" سچ جانیئے آپ کی نئی تصنیف کی آج ہر حصہ عالم میں دھوم ہے۔ کل میں جس وقت سرکار کے لئے سفرنامہ گلیور اور بیرن منچاسن کی سیاحت کے حالات لینے لائبریری گیا . . . "

" بے شک میں نے یہ دو کتابیں اس خیال سے منگائی تھیں کہ دیکھیں ان کی دروغ بافیاں میرے سفرنامہ کے حقیقی گو غائت درجہ حیرت خیز واقعات کے مقابلہ میں کتنی ہیچ ہیں۔ مگر میک پیس ان کتابوں کو طلب کرتے وقت مجھے اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ مجھے اپنے سفرنامہ کے آخر میں لکھنا پڑے گا۔ کہ ڈاگ بیری کی طرح میں بھی حقیقتاً گدھا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک . . . . ایک . . . "

" بلکہ حضور ایک راست گو راست نویس نامی سیاح ہیں۔" نوکر نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی جملہ حیلہ سازیوں کے باوجود آقا کی صورت اس وقت غائت درجہ مضحکہ خیز تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ذہن میں احساس تکبر و ذلت کی زور دار کشمکش جاری ہے۔ جو صدمہ عظیم اسے پہنچا وہ اس کا حال کہنا چاہتا ہے۔ مگر شرم کی وجہ سے جرات نہیں کر سکتا۔ یہ خیالات تھے۔ جنہوں نے اس کی صورت کو جو عام حالات میں ہی غائت درجہ مضحکہ خیز ہوتی تھی اور زیادہ قابل استہزا بنا دیا تھا۔ اور میک پیس اسے دیکھ کر بمشکل ہنسی ضبط کر سکتا تھا۔

" میک پیس جو کچھ تم کہتے ہو بے شک صحیح ہے۔" ارل نے اپنی ذلت و رسوائی کی رقت کو اچھی طرح محسوس کرتے ہوئے غیر معمولی تلخ لہجہ میں کہا۔" مگر اس کے باوجود میں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کہ میں ایک . . . ایک . . . میک پیس کیا کہوں میں فی الحقیقت ایک . . . " اور ارل نے تھوڑے تامل کے بعد کوشش عظیم سے کام لیتے ہوئے۔ نوکر کو کوئی اور فقرہ کہنے کا موقعہ نہ دے کر کہہ دیا۔" ایک نامرد قلتبان ہوں!"

میک پیس بناوٹی حیرت سے اس طرح چونکا۔ کہ ارل نے اس کے تعجب کو حقیقی سمجھا۔ قریباً ایک منٹ دونو چپ چاپ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ نوکر فرطِ حیرت سے خاموش آقا احساسِ ندامت سے سرشار۔

"سرکار" آخر کار عیار نوکر نے مہرِ سکوت توڑتے ہوئے کہا "میرے نزدیک اس معاملہ میں ضرور کچھ غلطی ہوئی ہے۔ بیگم صاحب آپ سے بے وفائی کریں! ... آپ سے جو ہزاروں شوہروں میں فرد اور ماشاءاللہ جوان شکیل اور خوبرو ہیں ... نہیں مائی لارڈ ضرور آپ کو دھوکا ہوا ہے"

"میک پیس اگر واقعی جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ ایک نظری دھوکا تھا۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ قوت باصرہ کی نسبت علما کی تحقیقات ابھی تک خام ہے۔" ارل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اس میں شک نہیں میں نے کوہستانی ہرٹز کا بھوت دیکھا تھا۔ جس نے ٹوپی اتار کر مجھے سلام کیا ..."

"حضور کی عظمت سے قائل ہو کر"

"اور وہ سراب بھی جو صحرا میں نظر آیا تھا" ارل نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "یہ افریقہ کے ریگستان کا واقعہ ہے کہ میں ہاتھی پر سوار جنگل میں سفر کر رہا تھا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ دو سافق میں میں اور ہاتھی دونو اوپر نیچے چلے جا رہے ہیں۔ فرق اتنا ہی تھا کہ یہاں میں ہاتھی پر سوار تھا اور وہاں ہاتھی مجھ پر۔"

"جسے حضور کی عظیم بدنی قوت کی علامت سمجھنا چاہیئے۔"

"بہر حال یہ نظری دھوکے کی مثالیں تھیں۔" ارل نے بیان کیا۔ "مگر ایک جوان مرد کو جوان عورت سے پیار کرتے۔ اسے بوسے دیتے ہوئے دیکھنا۔ ارے کیا اسے بھی نظری دھوکے کی مثال سمجھا جا سکتا ہے؟"

"حضور دانا ہیں اور میری عقل سرکار کی مسلمہ فراست کا کب مقابلہ کر سکتی ہے۔" نوکر نے جواب دیا۔ "بہر حال میری دانست میں ایسا ہونا غیر ممکن نہیں۔ اور اب جو میں سوچتا ہوں۔ تو ایک مثال اور بھی یاد آتی ہے۔ گو حضور کے سامنے ایسی مثالیں پیش کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے برابر ہے۔"

"خیر تم کہو تو" ارل نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "بہر حال تم اس بارہ میں میرا اطمینان نہ کرا سکو گے کہ میں فی الواقعہ ... تم جانتے ہو میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ مگر تم کہو تو۔ میں سنتا ہوں۔"

"سرکار معاملہ یہ ہے" نوکر نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "ابھی جب وقت حضور اس کمرہ سے باہر تشریف لے گئے۔ تو میں اپنے کمرہ کے لئے ایک دو پھول توڑنے باغ میں گیا تھا.. حضور کو معلوم ہے۔ مجھے پھولوں سے بہت رغبت ہے... اس وقت میں نے لارڈ آسمنڈ کو دیکھا.."

"آہ لارڈ آسمنڈ!" ارل آف لیسلے نے اپنے مصنوعی دانت کٹکٹاتے ہوئے کہا "میرا بیٹا جو سخت ناہنجار ثابت ہوا ہے..."

لیکن میک پیس نے ان الفاظ پر توجہ نہ دیتے ہوئے سلسلہ بیان جاری رکھا "میں نے لارڈ آسمنڈ کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے مس ونسنٹ سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے اس نے ان سے کوئی ایسی بات کہی تھی جس سے وہ بظاہر بہت خوش تھے۔ خیر تو عین اس موقعہ پر بیگم صاحب اپنے کمرہ کی کھڑکی میں نمودار ہوئیں۔ اور ہنسکر فرمانے لگیں۔ کیوں صاحب یہ کیا گپ چپ کی مٹھائی آپس میں تقسیم ہو رہی ہے؟"

"ارے کیا سچ سچ بیگم صاحب نے ایسا کہا؟" بڑھے امیر نے پر شوق انداز سے پوچھا۔

"سرکار جب سے یہ خادم حضور کے نمک خواروں میں شامل ہوا ہے۔ اس کی زبان نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور جس روز بولے گی یقین فرمائیے گدی سے نکال دی جائے گی۔" میک پیس نے سنجیدگی سے کہا۔ اور پھر سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہنے لگا "بس تو حضور بیگم صاحب کو دیکھ کر وہ دونو یعنی لارڈ آسمنڈ اور مس ونسنٹ بہت گھبرائے۔ آخر مس ونسنٹ نے شرماتے اور لجاتے ہوئے لارڈ آسمنڈ سے کہا۔ ایڈولفس بیگم صاحب سے کیا پردہ ہے۔ جو باتیں ہوئی ہیں ان سے بھی کہدو:.. لیکن حضور معاف فرمائیے میں ایک حقیر خادم نجی معاملات کو اس قدر تفصیل سے بیان کر رہا ہوں..."

"کچھ پروا نہیں تم سب حال کہو" ارل نے اس امید پر انداز شوق سے کہا۔ کہ شائد انجام کار ثابت ہو جائے میں قلتبان نہیں ہوں۔

"بس سرکار۔ لارڈ آسمنڈ مس ونسنٹ کو وہیں چھوڑ کر کھڑکی کی طرف آئے اور انہوں نے مس ونسنٹ سے اپنی محبت کا سب تار بیگم صاحب سے کہہ دیا۔ تو اب اس بیان سے جو کچھ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اگر ایسے موقعہ پر کوئی شخص لارڈ آسمنڈ کو بیگم صاحب سے سرگوشی کرتے دیکھتا۔ مگر اسے ان کی باتیں سننے کا موقعہ نہ ہوتا تو آپ ہی فرمائیے کیا اس کے دل میں بدگمانی ہونا قدرتی نہ تھا؟..."

"شاباش سیک پیس شاباش" ارل نے جوش مسرت سے دیوانہ ہو کر کہا۔ "دوست تو نے ثابت کر دیا۔ کہ میں قلتبان نہیں ہوں اور میں نے جو کچھ سمجھا غلط سمجھا۔"

اتنا کہکر حضرت ارل نے کمرہ میں ایک عجیب قسم کا رقص شروع کر دیا جس سے شاید بیگم صاحب کی پاک دامانی کے ثبوت اور اپنی غلط فہمی کی تردید پر اظہار مسرت منظور تھا۔ آخر جب حضور اس قسم کی ورزش کرتے کرتے تھک گئے، جیسے ایک ایسے نحیف اور سالخوردہ شخص کے لئے جیسا کہ آپ تھے۔ قدرتی سمجھا جا سکتا ہے۔ تو دم پھولنے کی وجہ سے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے فرمایا۔ "میک پیس اب ثابت ہو گیا کہ ضرور مجھے نظری دہوکا ہوا ہے۔ بات کچھ ایسی ہی تھی جیسی تم نے بیان کی ہے۔ مگر میں اسے کیا سے کیا سمجھا۔" پھر یکایک کچھ سوچتے ہوئے کہا "ہاں پر ایک بات کی مجھے اب بھی حیرت ہے۔ نظر کو دہوکا ہوا تو بلا سے ہوا کرے لیکن میک پیس کیا کانوں کو بھی دہوکا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ میں نے تو بوسوں کی چٹاخ پٹاخ بھی اچھی طرح سنی تھی۔"

"سرکار دہوکا۔ سب دہوکا۔" نوکر نے بدستور سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ "حضور نے سنا نہیں عاقل لوگوں نے ساری دنیا کو دہوکے کی ٹٹی قرار دیا ہے۔"

"ہاں ہاں مجھے یاد آ گیا۔ بے شک علمائے دہر کا ہمیشہ یہی خیال رہا ہے۔" ارل نے فوراً تسلیم کیا۔ "وہ تو خیر گذری کہ میں نے غلط فہمی کی حالت میں غصہ ظاہر نہیں کیا۔ ورنہ بیگم صاحب ہمیشہ کے لئے خفا ہو جاتیں۔ تو کیا ہوتا؟"

"واقعی حضور نے اس موقعہ پر بڑی دوراندیشی کا ثبوت دیا۔"

"خیر اس سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا۔ کہ مجھ میں ضبط کی کتنی بڑی طاقت ہے" ارل نے اندازِ اطمینان سے کہا۔ "میں کہہ سکتا ہوں انگلستان بھر میں میرے برابر متحمل مزاج شخص بمشکل کوئی ہو گا۔ میں خطرہ کے موقعہ پر ایسے ضبط سے کام لیتا ہوں۔ کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔ شاید تمہیں وہ واقعہ یاد نہیں جو دو پہلوانوں کو چھڑانے کے موقعہ پر پیش آیا تھا۔ بات یہ تھی۔ کہ میں ان دنوں قیام امن کے لئے کوشش کر رہا تھا۔ دیہات کا دورہ کرتے ہوئے مجھے ایک انعامی کشتی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ لڑنے والے دیو قامت پہلوان تھے۔ جن میں سے ہر ایک کا قد ۶ فٹ سے کم نہ ہو گا اور ان کے مکے اتنے مضبوط کہ بیل پر گریں تو ادھ مرا ہو جائے۔ خیر میں اکھاڑہ میں پہنچا۔ تو دونو آدمی شیروں کی طرح غراتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے۔ مگر جانتے ہو میں نے کیا کیا؟ بڑے ضبط سے کام لیکر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور دونو کو لڑنے دیا۔۔۔"

"اس تحمل کے کیا کہنے ہیں" نوکر نے انداز تعریف سے کہا۔ "بہرحال آج تو حضور نے حد کر دی"
"واقعی آج تو خود مجھ کو اپنی بردباری پر تعجب ہوتا ہے۔" ارل نے خوش ہوتے ہوئے کہا
"مگر میک پیس تم نے کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا کہ پہلے مجھے کتنا غصہ آیا تھا۔ اچھا تو اسابیلا اور ایڈولفس میں اب گاڑھی چھننے لگی ہے۔ واہ رے میں! واہ رے میں!" اور ارل نے اس خیال سے خوش ہو کر دونوں ہاتھ ملنے شروع کئے۔ کہ میری سوچی ہوئی تجویز ہر لحاظ سے کامیاب ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہر قسم کے شبہات رفع ہونے پر بھی ارل اس بات کے لئے سخت بے تاب تھا۔ کہ لارڈ آسمنڈ اور اسابیلا کی شادی ہو جائے اور وہ اسے لیکر کسی دوسرے مکان میں جا بسے "میک پیس اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ ان دونوں میں گہری محبت ہے۔ پس اب بہت جلد ان کی شادی کی فکر کرنی چاہیئے۔ آجکل کے نوجوانوں میں شرم کا مادہ غالب ہے۔ اور وہ شادی کا سوال طے کرتے کرتے مہینوں گذار دیتے ہیں۔ چنانچہ میری ان بیگم صاحب سے شادی ہوئی ہے۔ تو اس سے پہلے تین مہینہ سے ہم دونوں میں گہری محبت تھی۔ مگر میں شادی کا سوال زبان پر لاتے ہوئے جھجکتا تھا۔ تم اسے عہد شباب کی کمزوری سمجھو یا کچھ اور۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے۔ علاوہ بریں انہی دنوں مجھے نقرس کا دورہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے میں بہت مدت تک کمرہ سے باہر نہ نکل سکا۔" پھر جلدی ہی رک کر اس خیال سے کہ ذکر شباب میں بڑھاپے کا مرض کہاں سے آکودا آپ فرمانے لگے "ہاں مگر ہم ایڈولفس اور اسابیلا کا ذکر کر رہے تھے۔ خیر میں بہت جلد ایسا انتظام کر دوں گا۔ کہ معاملہ طے ہو جائے۔ آہ! میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے۔ میک پیس تم اسے سُن کر میرے ذہن رسا کے قائل ہو جاؤ گے۔"

"مگر میں تو بہت مدت سے حضور کی فراست و ذہانت کا مداح ہوں" نوکر نے عرض کیا
"اچھا تو اب سنو میں کیا کرنا چاہتا ہوں" ارل نے کہا "یہ لڑکا کرسچن المیشٹن جسے میں نے حال میں نوکر رکھا ہے۔ بہت قبول صورت اور بظاہر شریف ہے۔۔۔"
"جسے حضور کی صحبت عالیہ کا ایک ادنے کرشمہ سمجھنا چاہیئے۔" نوکر نے بیان کیا۔
"بے شک بے شک۔ چراغ کو دیکھ کر چراغ جلتا ہے۔ خیر تو میرا ارادہ ہے اس لڑکے کو اسابیلا اور ایڈولفس کے بیچ ڈال کر رقابت کی جلن پیدا کر دوں جس سے ایڈولفس فوراً شادی کرنے پر مجبور ہو جائے۔ تجویز یہ ہے کہ میں اسے کھانے پر مدعو کروں۔ اور اس موقعہ پر ایڈولفس بیگم صاحب کو سہارا دے کر دسترخوان پر لائے جس کے بعد المیشٹن مس ونسنٹ کا ساتھ دینے

پر مجبور ہوگا۔ اور وہ میز پر بھی اس کے پاس بیٹھے گا۔ ضرورت ہوئی تو میں اسے اشارہ کردوں گا کہ مس ونسنٹ کو خوش کرنے کی کوشش کرنا۔ لڑکا فرمانبردار ہے۔ اور کسی بات سے انکار نہیں کرتا۔ چنانچہ آج ہی مسودہ تیار کرتے ہوئے اس نے لفظ شربری میں ڈبل بی داخل کی تو میں نے کہا اس میں صرف ایک بی ہونی چاہیئے۔ اس نے انداز تبسم سے فوراً اس کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ وہ میرا کوئی حکم ملنے سے انکار نہ کرے گا۔ اسکی میٹھی باتوں سے اسابیلا ضرور خوش ہوگی۔ کیونکہ جوان لڑکیاں ہمیشہ خوشامد کی بھوکی ہوتی ہیں۔ اسابیلا خوش ہوئی۔ تو ایڈولفس کو یقیناً حسد ہوگا۔ اور وہ شادی کا جلد تر فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا کیوں میک ہیں۔ تمہاری کیا رائے ہے ؟"

"میری رائے میں حضرت سلیمان کی روح حضور کے قالب میں نمودار ہوئی ہے"۔ نوکر نے جواب دیا۔

"خیر یہ فقط تمہاری رائے نہیں۔ ایک عالم یہی کہتا ہے۔ مگر اب لازم ہے جا کر بیگم صاحب سے ملوں۔ آج ان کے خلاف بے وجہ شک کرنے سے میری نظروں میں ان کی عزت پہلے سے دہ چند ہو گئی ہے۔"

اتنا کہہ کر ارل اس حصہ مکان کی طرف چلا۔ جو ان دنوں ایتھل کی سکونت کے لیے مخصوص تھا۔ کونٹس نے دور ہی سے اسکی صورت دیکھی۔ تو جان گئی کہ لارڈ آسمنڈ کی چال چل گئی۔ اس سے اسکی پریشانی رفع ہوئی۔ اور دل کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ اس جگہ ہمیں افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس دن کے بعد جب ایتھل نے پر زور انکار سے لارڈ آسمنڈ کی آرزوؤں پر پانی پھیرا اور اسے حالت یاس و ملال میں رخصت کیا تھا۔ وہ گنہگار ہو چکی تھی! جن شاندار ارادوں کا اظہار اس نے چند ماہ پیشتر کیا تھا۔ اور جو بادی النظر میں استقلال و استقامت پر مبنی نظر آتے تھے۔ لارڈ آسمنڈ کی ذاتی کشش۔ پیاری آواز اور محبت آمیز نظروں کے اثر سے ہوا میں مل گئے۔ اور ناجائز عشق کا سحر کامیاب ہوا۔ مگر ہمارے خیال میں ایک ایسے خوفناک اور جانگداز گناہ کی تفصیل میں داخل ہونا غیر ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ ایتھل اب جادہ عصمت سے منحرف ہو کر گناہ کی خوفناک غار میں گر چکی تھی!

بے وقوف سالخوردہ امیر نے ایڈولفس اور اسابیلا کی شادی کے متعلق جو نئی تجویز سوچی تھی۔ اس پر فوراً عمل شروع کیا۔ چنانچہ کرسچن سے تین چار گھنٹے اس قسم کے مزخرفات

لکھوانے کے بعد جو حماقت۔ خود پسندی اور مبالغہ آمیزی کا مرکب تھے۔ عین اس وقت جب وہ اٹھ کر جانے لگا تھا ارل نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا اور کہنے لگا۔

”کرسچن تم بہت اچھے لڑکے ہو۔ اور مجھے تم سے بہت محبت ہو گئی ہے۔ مگر دیکھو شربری کے معاملے میں پھر کبھی ڈبل بی داخل نہ کرنا۔ میں چاہتا ہوں آج تم میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ دسترخوان ۶ بجے بچھایا جائے گا۔ اس وقت کے لئے بن سنور کر تیار رہنا۔ میز پر اپنے ہی آدمی ہوں گے۔ یعنی میں۔ بیگم صاحب۔ لارڈ آسمنڈ۔ میری بھانجی اسابیلا اور تم۔ اس لئے کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس موقعہ پر مس ونسنٹ سے اختلاط کا اتنا ہی خیال رکھنا۔ جتنا کسی نوجوان کی طرف سے ایسی جوان عورت کے متعلق ہونا چاہیئے۔ ارے!... مگر کیا بات ہے تمہارا چہرہ سرخ ہوا جاتا ہے؟ تم تو عورتوں کی طرح شرما رہے ہو۔ بس۔ بس کسی بے جا شرم کی ضرورت نہیں۔ دسترخوان پر تمہیں ہی اسابیلا کو ساتھ لانا۔ اور تمہیں ہی اس کے پاس بیٹھنا۔ تم دونوں کی گفتگو بالکل آزادانہ ہونی چاہیئے۔ بس جاؤ۔ میں ایک دو گھنٹہ بیٹھ کر کل کے لئے نئے واقعات اختراع کرنا... اسے تو یہ سوچنا چاہتا ہوں۔

ارل کی تقریر نے غریب کرسچن کو سخت متحیر اور سراسیمہ کر دیا تھا۔ سوچتا تھا۔ آخر اس کا مطلب کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے اسابیلا سے میرے عشق کا راز معلوم کر لیا۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ بھی مجھے چاہتی ہے مدد دے کر ہمارے عشق کو کامیاب بنانا چاہتا ہے۔ یا کیا یہ اس ذریعہ سے ہمارا راز فاش کر کے ہمیں ذلیل و شرمسار کرنے کی ترکیب سوچ رہا ہے؟ مگر نہیں۔ یہ آخری صورت کسی طرح قرین قیاس نہ تھی۔ ارل کی خصلت جس حد تک اسے معلوم ہوئی اس کی بنا پر وہ کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ کسی عظیم ارادہ کو چھپانے یا عمل میں لانے کے قطعاً نااہل ہے اگر اسکی نیت میں فتور ہوتا۔ تو اسے اخلاق و عنایت کے پردہ میں ہرگز نہ چھپا سکتا۔

”خیر کچھ بھی ہو۔“ کرسچن نے آخرکار اپنے دل سے کہا۔ ”راحت کی یہ چند گھڑیاں جو اسابیلا کی صحبت میں گذریں گی بسا غنیمت ہیں۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“

یہ بتانا غیر ضروری ہے کہ لارڈ آسمنڈ کے خلاف اب کرسچن کو ذرا بھی احساس رقابت نہ تھا۔ اس نے اسے بارہا اسابیلا اور کونٹس کے ساتھ باغ میں سیر کرتے دیکھا تھا۔ مگر ایسے موقعوں پر یا تو اسابیلا چند قدم پیچھے رہتی۔ یا کونٹس کے پہلو میں چلا کرتی تھی۔ ایڈولفس سے اس کا مطلق اختلاط نہ تھا۔ اس سے اسے یقین ہو گیا۔ کہ لارڈ آسمنڈ کو اسابیلا سے عشق نہیں۔ اور

نہ اسے اس کا اظہار منظور ہے ۔ مگر اس کے ساتھ ہی اپنی فطری پاکیزگی کی وجہ سے اس کے دل میں اس کا کبھی شبہ نہ تھا کہ لارڈ آسمنڈ اور اسکی سوتیلی ماں میں کسی طرح کا ناجائز تعلق ہے ۔ اور چونکہ اسابیلا کی طینت بھی نیک و پاک تھی ۔ اس لئے وہ بھی اس بارہ میں کسی طرح کے شبہات نہ رکھتی تھی ۔

اس کے بعد دو تین ہفتے گذر گئے ۔ اور اس عرصہ میں کرسچن نے بار ہا ارل سے ملکر کھانا کھایا لارڈ آسمنڈ اور ایتھل عشق کی تیز بینی سے جان گئے تھے ۔ کہ اس شخص کو داخل صحبت کرنے سے ارل کا اصلی مدعا کیا ہے ۔ بہرحال انہیں چونکہ اسکی ذات سے کسی طرح کا احتمال نہ تھا ۔ اس لئے وہ ہمیشہ اس سے اچھا سلوک کرتے ۔ اگر کوئی تفصیل ایسی تھی جسے وہ خود بخود جاننے سے قاصر رہے ۔ تو اس کا حال میک پیس نے ان سے کہہ دیا ۔ کیونکہ پانسو پونڈ کا انعام اسے اب تک یاد تھا ۔ اسابیلا یہ سمجھتی تھی کہ ماموں جان کرسچن کی قابلیت اور ذہانت کی وجہ سے اس کی عزت کر رہے ہیں ۔ اور کرسچن بڑی کوشش کے باوجود ان کا صحیح عندیہ معلوم کرنے سے اب تک قاصر تھا

باب ۔ ۴۴

منزل عشق

عاشق و معشوق کی راحت اب ہر لحاظ سے مکمل تھی ۔ اور ان کی فضائے امید پر ایک بھی لکہ ابر موجود نہ تھا ۔

اس میں شک نہیں ۔ کرسچن کی زبان سے آج تک اظہار عشق کا کلمہ ادا نہ ہوا تھا ۔ راز عشق اب تک قفس سینہ میں محفوظ تھا ۔ مگر آنکھوں کی زبان رسمی الفاظ سے کہیں زیادہ فصیح اور دلوں کو ایک دوسرے کا حال جاننے میں وہ غائبانہ کمال حاصل ہے ۔ کہ اس میں غلط فہمی کا مطلقاً امکان نہیں ۔ جب دو ہاتھوں کے ملنے سے خون گرم شراب کی تیزی سے حرکت کرتا ہے ۔ جب عاشق کی نگاہ سچائی اور شرماتی ہوئی ۔ ادب آمیز تعریف کے ساتھ معشوق کے چہرہ پر اس طرح جم جاتی ہے ۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ذریعہ سے دل کے عمیق ترین راز جان کر محبت کی چاشنی سے بہرہ اندوز ہو رہی ہے ۔ اور معشوق کی پیاری آنکھیں اس نگاہ متجسس کی تاب مقابلہ نہ لاکر شرم سے لمبی ریشمی پلکوں میں چھپ جاتی ہیں ۔ تو داستان عشق کا باب از خود ظاہر ہو جاتا ہے ۔ دلوں کے راز افسانے

آجاتے ہیں۔ اور حالت سکوت میں عشق کی زبان ایک کا پیغام دوسرے کو پہنچا دیتی ہے یہی حال کرسچن اینشٹن اور اسابیلا ولسنٹ کی محبت کا تھا۔

دوسری طرف لارڈ آسمنڈ اور کونٹس کا ناجائز عشق برابر ترقی کر رہا تھا۔ گو ارل کی حاضری میں دونو غائت درجہ محتاط رہتے تھے۔ لارڈ آسمنڈ اس بات سے خوش تھا۔ کہ ارل نے کرسچن کو پورے طور پر نجی حلقہ میں شامل کر لیا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا اس ذریعہ سے ارل کی توجہ اصل حقیقت سے دور رہے گی۔ وہ کرسچن اور اسابیلا کے عشقیہ تعلقات کو بہت دن پہلے بھانپ گیا تھا۔ اور ایسا ہونا باعث حیرت نہیں۔ کیونکہ یہ تعلق اب اتنی نمایاں صورت رکھتا تھا۔ کہ حماقت ماب ارل آف لیسلز کے سوا ہر شخص پر اس کی حقیقت ظاہر ہو چکی تھی۔ بہرحال اس تعلق میں خلل انداز ہونا لارڈ آسمنڈ کو منظور نہ تھا۔ کیونکہ اس کا اسکی ذات پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا بلکہ اس سے ایک خاص فائدہ یہ تھا۔ کہ جب کبھی آسمنڈ۔ ایتھل۔ اسابیلا اور کرسچن اکٹھے باغ کی سیر کو جاتے۔ تو کرسچن اور اسابیلا کے علیحدہ چلنے سے کونٹس اور رائیڈولفس کو ناجائز تعلق کا شبہ پیدا کئے بغیر اختلاط کا موقعہ مل جاتا تھا۔ ان حالات میں وہ دونو کرسچن کی موجودگی اور اسکی موجودہ آزادی سے ہرطرح خوش تھے۔ اور گو اسابیلا سے اظہار عشق کر کے آسمنڈ کے لئے بڑھے ارل کی نظروں میں اور زیادہ خاک ڈالنا ممکن تھا۔ تاہم کرسچن کو خوش رکھنے کے لئے وہ قصداً ایسا نہ کرتا تھا۔

ایک روز مس ولسنٹ کو دربار میں پیش ہونا تھا۔ پہلے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ کہ کونٹس آف لیسلز ایک امیر مملکت کی بیگم کی حیثیت میں اس کا تعارف کرائے گی۔ یوم مقررہ کو اسکی طبیعت حقیقتاً ناساز ہو گئی جس سے وہ ساتھ نہ جا سکی۔ اسابیلا کے لئے جو ایک حیادار شرمیلی لڑکی تھی دربار میں پیش ہونے کی رسم ایک ناگوار امتحان کا درجہ رکھتی تھی۔ مگر اس کے ماموں اس پر مصر تھے۔ اور ان کی عادت تھی کہ جو خیال ایک بار ذہن میں پیدا ہو جائے پھر اس کا پورا ہونا لازم تھا۔ ان حالات میں کونٹس کی علالت پر ارل نے دو اور رکھ رکھاؤ دار خواتین کی خدمات حاصل کیں۔ اور اسابیلا کو ان کے ہمراہ دربار بھیجا۔ دراصل بیوقوف بڈھا اس بارہ میں انتظار کرتے کرتے عاجز ہو گیا تھا۔ کہ ایڈولفس کب اسابیلا سے شادی کی درخواست کرتا ہے۔ جب کئی دن انتظار کرنے کے باوجود اس کی امید بر نہ آئی۔ تو ناچار اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے ایک اور طریقہ سوچا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ اسابیلا جب پیاری لباس پہنے گی۔ تو آرائش و زیبائش کی وجہ سے

اس کا حسن اور دلاویز ہوگا۔ پس یہ غیر ممکن ہے کہ ایڈولفس اسے اتنا خوبصورت دیکھنے کے بعد بھی اس سے شادی کی درخواست نہ کرے۔

اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس خوشنما درباری لباس میں اسابیلا ونسنٹ کا غیر معمولی حسن خوب ہی دلنواز اور برق پاش ثابت ہوا۔ اس کے چمکدار ریشمی سیاہ بالوں کے کنڈل برف کے ایسے سپید شانوں پر حلقہ زن تھے۔ اور ان میں کسیلیا کا فقط ایک سپید پھول فطری پاکیزگی کی علامت کے طور پر سجا ہوا تھا۔ نازک چھریرے بدن پر درباری لباس نہایت خوشنما تھا۔ اور اس خوف نے مبادا دربار میں مجھ سے کوئی خلاف ادب حرکت سرزد ہو۔ چہرہ پر سرخی پیدا کر کے اسے اتنا خوبصورت بنادیا تھا کہ عالم حسن میں انسانی نظروں نے بہت کم اس کا ثانی دیکھا ہوگا۔ اس طرح بن سنور کر اسابیلا دربار کو روانہ ہوئی۔ مگر جس وقت وہ ان دو خطابدار عورتوں کے ساتھ جن کی خدمات ارل نے خصوصیت سے اس موقعہ کے لئے حاصل کی تھیں۔ گاڑی میں سوار ہو کر جا رہی تھی۔ اور اس کے بعد جب وہ قصر شاہی کے زینہ پر چڑھنے لگی۔ نیز خطاب یافتہ درباریوں اور حسین عورتوں کے مجمع سے گذرتے اور خوشنما آراستہ کمروں کو طے کرتے ہوئے یہاں تک کہ اس وقت بھی جب وہ دربار میں دست شاہی کو بوسہ دینے کے لیے دوزانو بیٹھی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد جب وہ آخرکار کنسنگٹن کو واپس ہوئی۔ فقط ایک شخص کی صورت۔ ایک ہی شخص کی تصویر اس کی نظروں کے سامنے اور اس کے دل پر نقش تھی۔ کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ وہ تصویر خوش نصیب کرسچن ایشٹن کے سوا کسی اور کی نہ تھی؟

ارل آف لیبذ حیران تھا کہ کیا کیا جائے۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح لارڈ آمسنڈ اور اسابیلا میں شادی کی صورت پیدا ہو۔ مگر جب لارڈ ہیگم آنچل کی اداے شیریں کا دلدادہ ہو چکا تھا۔ وہ کسی اور کی طرف کیونکر مائل ہوتا؟ اور کرسچن ایشٹن۔۔۔ اس کا حال کیا تھا؟ اس نے اسابیلا کو دربار جاتے اور واپس آتے ہوئے خوشنما لباس میں گاڑی پر سوار ہوتے اور اترتے دیکھا تو اس کے حسن دلنواز پر اور فریفتہ ہوگیا۔ اس وقت اسے معلوم ہوا۔ کہ اگر سارے جہان کی خوبصورتی کسی نازآفرین حسینہ کی ذات واحد میں جمع ہو سکتی ہے۔ تو وہ اسابیلا کی صورت میں موجود ہے۔ وہ جانتا تھا اسے بھی مجھ سے عشق ہے۔ مگر تکمیل راحت کے لئے اسکی اپنی زبان سے اقرار حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس نے ارادہ کیا کہ اسابیلا کے سامنے اپنی سچی محبت کا اظہار کر کے اس کے دل کا حال معلوم کرے۔ مگر اس کے بعد فوراً ہی

مایوسی طاری ہوگئی۔ سوچنے لگا میں ایک گمنام اور بے حیثیت یتیم۔ ایک ارل کی خواہرزادی سے شادی کا خیال دل میں لاؤں۔ یہ اگر محال وجنوں نہیں تو اور کیا ہے؟ اسابیلا کا دربار رچانا کرسچن کے لئے رنج وراحت کا مشترکہ اثر رکھتا تھا۔ راحت اس لئے کہ درباری لباس میں اس کا حسن سحر افروز پوری شان دلفریبی میں ظاہر ہوا۔ اور رنج اس لئے کہ اب اس کو محسوس ہونے لگا ایک ایسی امیرزادی سے جو طبقہ رؤسا سے تعلق اور دربار تک میں آمد و رفت رکھتی ہے شادی کا خیال راحت موسوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

خیالات کے اس سلسلہ میں یہ بات رہ رہ کر اسے بے چین کر رہی تھی۔ کہ اسابیلا کے حالات بھی ایک ایسے پردہ راز میں پوشیدہ ہیں جسے ہٹانے کی بظاہر کوئی صورت نہیں۔ یا تو یہ حالت تھی کہ رشتہ دار اس کی پرواتک نہ کرتے تھے۔ یا یہ کہ اسے دفعتاً بحی علقہ میں شامل کرلیا گیا ہے۔ کبھی وہ ایک نہایت غریب گھر میں گنوار شخصوں کی صحبت میں رہا کرتی تھی۔ اور اب دفعتاً اس کی سکونت ایک شاندار قصر میں منتقل ہوگئی۔ آخر ان سب باتوں کی صحیح اہمیت کیا ہے؟ کس لئے میک پیس گبسن کا فرضی نام اختیار کر کے سارجب کے مکان پہ جاتا تھا؟ یہ اور اسی قسم کے بیسیوں خیالات رہ رہ کر اسے بے چین کر رہے تھے۔ وہ اس بارہ میں کئی طرح کے قیاسات قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ مگر بے سود۔ اس میں شک نہیں مختلف اوقات میں اسابیلا کے ساتھ باغ کی سیر کرتے ہوئے اسے علیحدہ گفتگو کا موقعہ مل جاتا تھا۔ مگر ایسے موقعوں پہ نہ اسے ان معاملات کی طرف آنے کی جرأت ہوتی۔ نہ اسابیلا کبھی ان کا ذکر کرتی تھی۔

ان اسرار پر غور کرتے ہوئے جب کرسچن کو اسابیلا کے حسن دلنواز۔ اخلاق شیریں اور انداز جانستاں کا خیال آتا۔ تو حالت یاس اور غالب ہوتی۔ کیونکہ اپنی اور اس کی مجلسی حیثیت کے فرق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے یہ تلخ حقیقت مجبوراً تسلیم کرنی پڑتی تھی۔ کہ اس کے وصل کی امید کبھی پوری نہیں ہوسکتی۔ مگر جس طرح بادلوں کی سیاہی میں بجلی کی چمک پوشیدہ رہتی ہے۔ اسی طرح اس حالت حزن وملال میں یہ خیال پھر اس کے لئے باعث تسکین ہوتا۔ کہ خواہ کچھ ہو میں ایک بار اس کے روبرو اپنے جذبات دلی ظاہر کرکے اس کا جواب حاصل کرنے کی کوشش ضرور کروں گا۔

حسن اتفاق سے اس قسم کا موقعہ جس کی کرسچن کو تلاش تھی۔ اسابیلا کی دربار سے واپسی کے دوسرے دن مل گیا۔ اس روز کرسچن حسب معمول ارل کے دسترخوان میں شریک تھا۔ فواکہات

کا دور ختم ہونے پر لارڈ آسمنڈ نے سیر باغ کی تجویز پیش کی۔ ارل نے کسی عذر پر شرکت سے انکار کر دیا۔ مگر اپنے دل ہی اس خیال سے خوش تھا کہ میری حکمت عملی مفید اثر پیدا کرنے لگی ہے اور یقین ہے اس خوشنما لباس میں اسابیلا کی جلوہ آرائی آسمنڈ کے لئے ضرور سامان فریفتگی پیدا کرے گی۔ بے وقوف امیر نے یہ سمجھا کہ ایڈولفس اسابیلا کو لیکر کسی علیحدہ کنج میں اظہار عشق پر مجبور ہوگا۔ اور کرسچن بیگم کے ساتھ رہے گا۔ پس وہ میز پر بیٹھا ہوا شراب پیتا دل ہی دل میں اپنی کامیابی پر خوش ہوتا۔ اور کل کے مسودہ کے لئے فرضی قصے اختراع کرنے میں مشغول رہا۔

اسے کیا معلوم تھا کہ جس وقت باغ کے ایک حصہ میں لارڈ آسمنڈ اور بیگم ایتھل گلے میں باہیں ڈالے پیار کر رہے تھے۔ کرسچن اور اسابیلا دوسری جانب سایہ دار روشوں کی سیر میں مشغول تھے۔ کئی بار تامل کرکے آخر کرسچن نے اس نازنین سے اپنے دل کا حال کہہ دیا۔ اور اسے وہی جواب ملا۔ جو اسکی بہترین آرزوں کے مطابق تھا۔ فریقین نے ایک دوسرے کی محبت کا اعتراف کیا۔ اور دونو کو سچی خوشی حاصل ہوئی۔ شاید ہمارے ناظرین میں سے بعض۔ خصوصاً وہ جنہیں داستان عشق سن کر مزا ملتا ہے اس بات کے خواہشمند ہوں کہ ہم اس گفتگو کو جو اس موقعہ پر کرسچن اور اسابیلا میں ہوئی تفصیل کے ساتھ درج کریں۔ اور بتائیں کن لفظوں میں ان کی زبان سے دلوں کی ترجمانی کی۔ اگر چاہیں تو اس کیفیت کو پوری تفصیل کے ساتھ درج بھی کر سکتے ہیں کیونکہ اگرچہ دنیا بھر کی داستانوں میں عشق کی داستان سب سے پرانی ہے اور اس کا آغاز حضرت آدم کے زوال سے پہلے فلک ہفتم پر ہوا تھا۔ تاہم اسکی دلچسپیاں اب بھی قائم ہیں اور غالباً ہمیشہ اسی طرح قائم رہیں گی۔ اظہار عشق میں انداز تکلم جدا ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقی مدعا ہر حال میں ایک ہے۔ اور گو اہل عالم میں صدہا مختلف زبانیں رائج ہیں۔ ان میں تمثیل۔ استعارہ اور بیان کا اختلاف عظیم پایا جاتا ہے۔ تاہم ایسی زبان کوئی نہیں جس میں اظہار محبت کے لئے کافی الفاظ اور مکمل محاورات موجود نہ ہوں۔

مگر ہم قصداً اس گفتگو کی تفصیل قلم انداز کرتے ہیں۔ جو اس موقعہ پر کرسچن اور اسابیلا میں ہوئی۔ مختصر یہ کہ بہت سے تامل۔ اضطراب و پریشانی کے بعد کرسچن کے منہ سے بے خبری میں وہ الفاظ نکل گئے۔ جنہیں وہ بہت دن سے کہنے کو بے قرار تھا۔ اور ان کا جواب اسابیلا کے یاقوتی لبوں پر آنے سے پہلے ہی اسکو شرمگین نگاہوں اور سرخ رخساروں کی زبان سے مل گیا۔ اس کے بعد دونو کو جو خوشی حاصل ہوئی۔ اس کا اندازہ ہر شخص بآسانی کر سکتا ہے دونو

کے دل زور سے حرکت کر رہے تھے۔ دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے سے چھو کر بجلی کا اثر محسوس کرتے تھے۔ اقرار محبت کے بعد ان کے لبوں سے بہت کم الفاظ نکلے۔ اور جو نکلے وہ ان کی سچی محبت ہی کے متعلق تھے۔ کسی نے مستقبل کا ذکر نہیں کیا۔ کسی نے یہ بھی نہیں سوچا۔ کہ ہمارا عشق کبھی کامیاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔ حال کی راحت ان کے لئے ماضی و مستقبل سے زیادہ باعث مسرت تھی۔

دوسرے دن کرسچن نے اسابیلا سے ان پراسرار حالات کی کیفیت دریافت کی جن میں وہ سٹرجیب کے مکان پر رہتی تھی۔ جس کے جواب میں مس ونسنٹ نے اپنی سرگذشت ان الفاظ میں بیان کی:۔

"میری ماں لیڈی اسابیلا ارل آف لیسلز کی بہن اور عمر میں ان سے کئی سال چھوٹی تھی۔ آج اس کی عمر چالیس کے قریب ہوتی۔ چھوٹی عمر میں ہی اس کی میرے باپ مسٹر ونسنٹ سے جو فوج میں ایک غریب لفٹنٹ تھے محبت ہو گئی۔ لیکن مالی حیثیت سے غریب ہونے کے باوجود وہ ذہنی خوبیوں میں مالدار تھے۔ میری ماں لیڈی اسابیلا کے والدین چھوٹی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔ اور وہ دیہات میں اپنی خالہ کے پاس رہا کرتی تھی۔ جو ایک مغرور، ترش رو، بد مزاج کنواری عورت تھی۔ جس وقت اسے معلوم ہوا کہ ماں کو والد سے عشق ہے۔ اس نے بد دماغی سے والد کا آنا جانا بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ماموں جان کو جو یہاں لندن میں تھے۔ ایک خط لکھا۔ جس میں اطلاع دی کہ تمہاری بہن کی ایک غریب کم حیثیت فوجی سپاہی سے محبت ہو گئی ہے۔ اس لئے بہتر ہے تم اسے اپنے پاس بلالو۔ ارل نے اسی طرح کیا۔ اور والدہ کو یہاں لندن میں لاکر اسے ایک سن رسیدہ دولت مند امیر سے عشق کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا حالانکہ یہ شخص عمر کے لحاظ سے والدہ کے باپ کے برابر تھا۔ میری غریب ماں نے بھائی کی منت سماجت کی کہ مجھ پر ایسا ظلم نہ کرو۔ مگر ان کا فیصلہ اٹل تھا۔ اور اپنے چند روزہ قیام میں غالباً تم نے بھی اچھی طرح دیکھ لیا ہوگا۔ کہ ماموں جس بات پر اڑ جائیں اسے پورا کئے بغیر چین نہیں لیتے۔ میں نہیں کہتی وہ کسی بری نیت سے والدہ پر جبر کرتے تھے۔ ممکن ہے اس کی بہتری کے خیال سے ہی ایسا کرتے ہوں۔ اور ان کی خواہش اس ذریعہ سے والدہ کے لئے مالدار بر تلاش کرنے کی ہو۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ والدہ ان کی بات پر رضامند نہ تھیں۔ اور نہ یہ ان کی ماننے کو تیار۔ رفتہ رفتہ معاملات نے یہ صورت اختیار کی کہ اس سن رسیدہ شخص سے

والدہ کی شادی کا دن مقرر ہوگیا۔ انہی ایام میں مسٹر ونسنٹ میرے والد فوج سے چھٹی لیکر لندن آئے ہوئے تھے۔ ان کی اور والدہ کی ملاقات ہوئی۔ اور اس موقعہ پر انہوں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ خواہ کچھ ہو۔ ہم ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ فرار ہو کر والد کی ایک رشتہ دار عورت کے مکان پر چلی گئی۔ اور اس کے بعد جس قدر جلد ممکن تھا۔ دونو کی شادی ہو گئی۔ اس واقعہ کے بعد سب رشتہ داروں نے والدہ سے بے تعلقی کا اعلان کر دیا۔ مگر اس مصیبت میں اسے والد کی انتہائی محبت کا مضبوط سہارا حاصل تھا۔۔۔"

اتنا بیان کرنے کے بعد اسابیلا تھوڑی دیر کے لئے چپ ہوگئی۔ والدین کی دردناک سرگذشت بیان کرتے ہوئے اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ اس نے انہیں خشک کیا اور کرسچن نے اُسے غمگین دیکھ کر اس کا ہاتھ انداز محبت سے دبایا۔

"مجھے والد کی صورت یاد نہیں" حسین دوشیزہ نے دردناک لہجہ میں سرگذشت جاری رکھتے ہوئے کہا" کیونکہ میں صرف تین سال کی تھی جب ان کا انتقال ہو گیا۔ وہ اپنی زندگی میں ہی غریب تھے۔ پس ان کے انتقال پر والدہ کی مالی حالت جو کچھ ہو سکتی تھی۔ وہ محتاج بیان نہیں میری خاطر اس نے خالہ اور بھائی کے نام التجائی خطوط لکھے۔ ان سے معافی کی طلبگار ہوئی اور امداد مانگی۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں تک معافی کا تعلق تھا خالہ اور بھائی کی سنگدلی ہی سادہی ثابت ہوئی۔ البتہ بھائی نے ازراہ عنایت ان کے لئے تین سو پونڈ سالانہ کا گذارہ مقرر کر دیا۔ اس سے والدہ کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ میں ان کی یتیم بچی احتیاج سے محفوظ رہوں گی۔ اور وہ میری تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام کر سکیں گی۔ والد کا انتقال لنکن شائر میں ہوا تھا۔ اس لئے ان کی وفات پر والدہ نے وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ چودہویں برس تک وہ مجھے اپنی نگرانی میں تعلیم دلاتی رہیں۔ مجھ سے اتنی محبت تھی کہ پل بھر آنکھوں سے اوجھل نہ کر سکتی تھیں۔ اس لیے مجھے کسی بورڈنگ سکول میں داخل کرانا منظور نہ ہوا۔ مگر جب میری عمر چودہ سال کی ہوگئی۔ تو دفعتاً انہیں ایک ایسا عارضہ لاحق ہوا جو آخرکار پیغام اجل بنا۔ پیارے کرسچن" اسابیلا نے بھرائی ہوئی آواز سے اتنے ہلکے لفظوں میں کہ وہ بمشکل سنائی دیتے تھے۔ کہا "والدہ کی موت کا دردناک منظر مجھے مدت العمر فراموش نہ ہوگا۔ وہ نظارہ اب بھی راتوں کو بارہا دکھائی دیتا ہے۔ میں ان کی باہیں اپنی

گردن میں محسوس کرتی ہوں اور معلوم ہوتا ہے ان کے گرم آنسو اب بھی میرے رخساروں پر گر رہے ہیں۔ اس وقت دم آخر میں انہوں نے مجھے اپنے حالات زندگی سے خبردار کیا۔ اور سسکیاں لیتے ہوئے کہا کہ افسوس میں تم کو جو میری زندگی کا سہارا تھیں۔ اس ماموں کے رحم پر چھوڑے جاتی ہوں جس سے تم صورت آشنا بھی نہیں ہو۔ بیمار ہوتے ہی انہوں نے ارل کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں درخواست کی تھی کہ میں اگر مر گئی تو میری غریب بچی کو اپنے سایہ عاطفت سے محروم نہ کرنا۔ اس کے جواب میں ارل نے لکھا۔ کہ میں ضرور تمہاری لڑکی کی حفاظت کروں گا اس سے والدہ کو قدرے اطمینان ہو گیا۔ آخر دم واپسیں میں بھائی کا شکریہ ادا کرتے اور مجھے صدہا دعائیں دیتے ہوئے انہوں نے اپنی جان عزیز خالق کے سپرد کی۔"

یہاں پر اسابیلا پھر رکی اور کرسچن نے آہستہ سے کہا" اسابیلا اس داستان غم کو طول نہ دو۔ میں دیکھتا ہوں تمہیں اس کے بیان سے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔"

"بہرحال میں اسے مکمل کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔" نازنین نے کہا۔ کیونکہ اس داستان کا جلد یا بدیر تمہارے کانوں تک پہنچنا ضروری تھا۔ فرض بے شک رنجدہ ہے۔ مگر آغاز کے بعد اس کی تکمیل ضروری معلوم ہوتی ہے۔"

کرسچن نے اسابیلا کے جواب کی معقولیت تسلیم کی۔ اور اس نے داستان غم کو جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"والدہ کے انتقال پر میں نے ارل آف لیسانز کو ایک اطلاعی خط لکھا جس کے جواب میں انہوں نے کچھ روپیہ بھیج دیا۔ اور تحریر کیا کہ مرنے والی کی تجہیز و تکفین کے بعد لندن چلے آنا میں نے ایک معزز گھرانے میں تمہاری سکونت کا انتظام کر دیا ہے۔ اس خشک جواب سے میرے دل کو جو صدمہ ہوا۔ اس کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ انہیں مجھ سے اتنی ہی ہمدردی ہے جتنی کسی شخص کو غیر کے لاوارث یتیم بچے سے ہو سکتی ہے۔ رشتے کے حقوق کا ان کو ذرا بھی خیال نہیں ہوا۔ لازم تو یہ تھا۔ کہ میری دلجوئی کے لئے لنکن تشریف آتے۔ مگر انہوں نے الٹا مجھے لندن آنے کو لکھا۔ اور وہ بھی اس پیرایہ میں کہ ان کے پاس رہنے کی کوئی امید نہ تھی۔ بلکہ میری سکونت کا انتظام ایک اجنبی گھرانے میں کیا گیا تھا۔ کرسچن سچ جانو۔ دنیا کے متعلق میرا پہلا تجربہ سخت ہی تلخ تھا۔"

"نہ رو۔ پیاری اسابیلا نہ رو۔" کرسچن نے اس کا ہاتھ منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔" ایک گردش

تھی جس کا اب خاتمہ ہو چکا ہے ۔"

اسابیلا نے اس کی طرف انداز محبت سے دیکھا۔ اس کے بعد سلسلہ داستان جاری رکھ کر کہنے لگی :۔

"لندن آئی تو میری سکونت پادری نکمین کے مکان پر تجویز کی گئی ۔ ان کے ہاں مرد عورتیں سب مجھ سے اچھا سلوک کرتے تھے ۔ مگر ایک روز مسز نکمین نے اشارتاً مجھ سے کہا کہ اجنبی شخصوں کے روبرو کبھی ارل آف لیسانیز سے اپنے رشتہ کا ذکر نہ کرنا ۔ نہ کبھی کسی سے اپنی ماں کے حالات زندگی بیان کرنا . . ."

"مجھے معلوم ہوتا ہے تمہارے ماموں ارل کو اس بدسلوکی کے متعلق جو انہوں نے اپنی بہن سے کی تھی خود ہی ندامت محسوس ہونے لگی ۔" کرسچن نے کہا "میرا خیال ہے اخفا کی یہ تحریک انہی کی طرف سے ہوئی ہو گی ۔"

"میرا اپنا بھی خیال ہے ۔" اسابیلا نے جواب دیا "قریباً دو سال میں پادری نکمین کے مکان پر رہی ۔ اور اس عرصہ میں کبھی ان کے خلاف وجہ شکایت پیدا نہیں ہوئی ۔ مسٹر نکمین کی لڑکیوں میں سے دو میری ہم عمر تھیں ۔ ان کو پڑھانے ہر روز اُستانی آتی تھی ۔ اس طرح پر میری تعلیم بھی مکمل ہوتی گئی ۔ مگر بدقسمتی سے مسٹر نکمین کا اچانک انتقال ہوا ۔ اور چونکہ انہوں نے بہت کم جائداد چھوڑی تھی ۔ اس لئے ان کی بیوہ بچوں کو ساتھ لیکر اپنے ایک بھائی کے پاس چلی گئی ۔ جو براعظم یورپ کے کسی شہر میں تجارت یا ساہوکارہ کرتا تھا ۔ ایسے حالات میں میرا ان کے ساتھ جانا غیر ممکن تھا ۔ اس لئے میری سکونت کا کچھ اور انتظام ضروری ہوا ۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ شخص جو اپنا نام مسٹر گبسن ظاہر کرتا تھا میرے پاس آیا ۔ اس نے اطلاع دی کہ میں ارل آف لیسانیز کا کارکن خاص ہوں اور ان کے زیر ہدایت آپ کی سکونت کا عارضی انتظام کرنے آیا ہوں جس کے بعد وہ کچھ اور بندوبست جو انہیں مناسب معلوم ہو گا ۔ کر دیں گے ۔ یہ سب کارروائی غیر معمولی جلدی میں کی گئی ۔ اور مسز نکمین کی سفارش سے میری سکونت کا انتظام مسٹر جیب کے مکان پر ہوا ۔ جہاں" اس نے شرماتے ہوئے کہا "ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی ۔"

کرسچن نے اس نازنین کا ہاتھ انداز محبت سے دبایا اور کہنے لگا "مگر افسوس سکونت کی یہ تبدیلی لائق ستائش نہ تھی ۔ کیونکہ وہ لوگ جہاں تمہیں پہلے رکھا گیا شریف و شستہ خیال ۔ اور یہ مسٹر جیب اور اسکی بی بی محض گنوار تھے ۔"

"میرے نزدیک اس میں ماموں جان کا نہیں ہو۔" اسابیلا نے کہا۔ "اور تم بھی غالباً سب حال جان کر اس حقیقت کو تسلیم کرو گے۔ چنانچہ جس وقت ان کا خادم خاص گیبن کے نام سے مجھے ملا۔ تو مسٹر بکہین کی طرز پر اس نے بھی مجھے تاکید کی کہ اول آپ لیسنس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ نہ انہیں ماموں کے لفظ سے یاد کیا کرنا۔ اور نہ کسی سے یہ کہنا کہ تمہاری ماں کا ایک امیر خاندان سے تعلق تھا اس نے یہ بھی کہا کہ تم نے کسی شخص سے نئی واقفیت پیدا نہ کرنا۔ فی الحقیقت میک پیس نے اس بارہ میں جو کچھ مجھ سے کہا وہ مسٹر بکہین کے الفاظ سے زیادہ دلشکن اور رنجدہ تھا۔ کیونکہ آخرالذکر کے کلمات آخر شائستگی کے پردہ میں لپٹے ہوئے تھے۔ اس شخص نے تو یہاں تک کہدیا کہ اگر تم نے ان ہدایات کے خلاف کیا تو یاد رکھو ارل تمہاری امداد سے قطعاً دست کش ہو جائینگے اور تمہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں گے۔"

"ظالم بے رحم!" کرسچن نے جس کا خون جوش سے اُبل رہا تھا کہا اور اسے ارل کے خلاف سخت غصہ محسوس ہونے لگا۔

"بے شک یہ طریق عمل بے رحمانہ تھا۔" اسابیلا نے کہا۔ "کیونکہ جو غصہ انہیں میری ماں کے خلاف تھا اس کا انتقام مجھ سے لینا داخل انصاف نہیں سمجھا جا سکتا۔ خیر میں شاکر تقدیر ہو کر چُپ رہی۔ اور تعمیل احکام کا وعدہ کیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب تم نے مجھے اپنی بہن سے ملنے کے لئے کہا تو میں انکار پر مجبور ہوئی۔ اگرچہ اس کے متعلق کوئی معقول عذر بھی پیش نہ کر سکی۔ مسٹر اور مسز چیپ کے سلوک کا حال کہنا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ تم خود اس سے واقف ہو۔ میرے لئے ان کے ہاں خوش رہنا عملی طور پر ناممکن تھا۔ پس جس وقت میک پیس مجھے لینے آیا۔۔۔۔"

"کیوں مگر تمہاری رائے میں اس نے فرضی نام کس لئے اختیار کیا تھا؟" کرسچن نے پوچھا

"محض اس لئے کہ اس طرح پر مسٹر چیپ اور اس کی بی بی کے لئے یہ معلوم کرنا اور مشکل ہو جائے گا کہ وہ کس کی طرف سے انتظام کرتا ہے۔" مس ونسنٹ نے جواب دیا۔ "لیکن مختلف اوقات میں۔ جب وہ مسٹر چیپ کے مکان آتا میں اس سے ملکر پوچھا کرتی تھی۔ کیا ماموں جان ہمیشہ کے لئے اسی مکان میں رکھنا چاہتے ہیں؟ جس کے جواب میں وہ کہتا۔ ابھی تک ان کو اس سوال پر غور کرنے کی فرصت نہیں ہوئی۔ فرصت میں ضرور کوئی اور سا انتظام کر دیں گے۔ ایک دو بار میک پیس نے یہ بھی کہا تھا کہ عجب نہیں تمہارے لئے استانی یا کسی امیرزادی کی سہیلی کی جگہ تلاش کر دی جائے اور غالباً اسی لئے تمہاری سکونت کا معاملہ التوا میں ہے۔ اس کے بعد

ایک روز اس نے یکایک اطلاع دی کہ اب تمہاری نسبت سرکار کا ارادہ بدل گیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں تم ان کے پاس چلی آؤ۔ آئندہ انہی کے مکان پر رہو۔ اور ان کی عزیز کہلاؤ۔ مسٹر جیب کے مکان سے میری فوری روانگی کا حال تمہیں معلوم ہے۔ اس کے بعد جب میں اس مکان میں آگئی تو دوسرے دن میک پیس نے جس کا اصلی نام مجھے یہاں آکر معلوم ہوا تھا۔ مجھ سے تنہائی میں ملکر التجا کی کہ آپ مہربانی سے کبھی سرکار سے اس کی شکایت نہ کریں۔ کہ مسٹر جیب کے مکان پر آپکو تکلیف کی زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔ میرا پہلے ہی ارادہ نہ تھا۔ کہ اپنی آمد کا آغاز شکایت سے کروں۔ پس میں نے میک پیس کا اطمینان کر دیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس سے کہا کہ میں سمجھ گئی۔ تمہاری درخواست کی تہ میں کیا بات ہے۔ اور گو میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ تاہم میرے دل میں تمہارے لئے ہمیشہ نفرت رہیگی۔

"آہ میں جان گیا" کیپٹن نے خشمناک ہو کر کہا "معلوم ہوتا ہے یہ بدبخت ارل کا دیا ہوا روپیہ خود ہضم کر کے تمہارے گذارہ میں بخل کرتا تھا"

"واقعی وہ ایسا کرتا رہا تھا" اسابیلا نے کہا۔ "اور اسی وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ پادری کمپین کے مکان پر جو آسائشیں حاصل تھیں۔ ان کے دفعتاً تکلیف و مصیبت میں بدلنے کی ذمہ واری حقیقت میں اسی شخص پر تھی۔ ماموں جان کا اسمیں کچھ دخل نہ تھا۔ خیر جب سے میں اس گھر میں آئی ہوں ممانی بیگم ہمیشہ اچھی طرح پیش آتی رہی ہیں۔ اور بھائی ایڈولفس کا سلوک بھی مودبانہ رہا ہے۔ ماموں جان کا حسن سلوک سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ کبھی اس بات کو محسوس نہیں ہونے دیتے کہ میں اس گھر میں محض لے پالک کی حیثیت رکھتی ہوں۔

اسابیلا کی سرگذشت ختم ہوئی۔ تو شام کی تاریکی پھیلنے لگی تھی۔ دونو باغ کے دوسرے حصہ میں لارڈ آسمنڈ اور کونٹس کی تلاش میں گئے کہ چاروں اکٹھے مکان میں داخل ہوں۔ اتنے میں آخر الذکر بھی محبت و تفریح سے فارغ ہو چکے تھے۔ پس چاروں ملکر ساتھ کمرہ نشست کی طرف روانہ ہوئے۔

اس کے بعد دو تین دن گذر گئے۔ اور گو ارل آف لیسلز کو ہر وقت ایڈولفس کی طرف سے اسابیلا کی شادی کی درخواست کا انتظار تھا۔ تاہم یہ درخواست نہ پیش ہوئی تھی۔ نہ ہوئی۔ حتے کہ آخر کار ارل کو اندیشہ ہونے لگا۔ شاید میری حکمت عملی ناکام رہی۔ چونکہ وہ کسی نہ کسی طرح اس معاملہ کو جلد تر طے کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اب اس نے سوچنا شروع کیا کہ اور کونسا

طریقہ ہے جس سے دونو کی شادی کی رسم جلد سے جلد ادا کرکے انہیں ماہ عسل کا زمانہ بسر کرنے مفصلات میں بھیجا جا سکتا ہے۔ اب تک اس کا گمان تھا کہ اصلی روک محض ایڈولفس کی شرم ہے۔ پس اس نے سوچنا شروع کیا۔

" ممکن ہے ایڈولفس اور اسابیلا کی محبت نے اب تک اتنی ترقی نہ کی ہو جس کی مجھے اُمید تھی۔ اور چونکہ ایڈولفس محض بچہ ہے" وہ اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ ۲۳ سال کا بالغ نوجوان ہے۔" اس لئے کیا عجب اب تک مکتب عشق میں نوآموز ہو۔ خیر ایسا ہے۔ تو کوئی اور تدبیر کرنی پڑیگی۔ مگر پہلے اس کا یقین کر لینا ضروری ہے۔ میں اسٹیٹمن سے کہتا ہوں کہ آج پھر ہم سے ملکر کھانا کھائے۔ اس کے بعد شام کو سب لوگ باغ کی سیر کے لئے جائیں گے۔ میں اشٹیٹن کو بیگم کے ساتھ کر دونگا جس صورت میں ایڈولفس اسابیلا کے ساتھ دینے پر مجبور ہوگا خود میں درختوں میں چھپکر سنوں گا۔ ان میں کیا باتیں ہوتی ہیں۔ یقیناً ان کی گفتگو کا مضمون عشق ہوگا۔ مگر یہ معلوم کرنا بسا ضروری ہے کہ وہ اب تک عشق کی کس منزل تک پہنچے ہیں۔ کیا ایڈولفس آجکل میں شادی کی درخواست پیش کر دیگا۔ یا ایک شرمیلے نوجوان کی طرح اسے میری امداد کی ضرورت ہوگی۔

بیوقوف ارل اپنی اس تجویز پر بہت خوش ہوا۔ اور اپنے دل میں اسے اپنی حکمت عملی کا سب سے شاندار کارنامہ سمجھا۔ بہر حال یہ امر باعث حیرت ہے کہ اس نے اس کا حال ٹھیک ہیں سے نہیں کہا۔ اس نے کرسچین کو کھانے پر مدعو کیا۔ اور اس کے بعد سب کام اس کی مرضی کے مطابق ہوتا گیا۔ فواکہات کا دور ختم ہونے پر باغ کی سیر کا فیصلہ ہوا تو شام کی تاریکی شب کی سیاہی میں بدل چکی تھی۔ ارل نے اپنے متعلق کچھ عذر پیش کر دیا۔ اور ان کے چلے جانے پر قریباً نصف گھنٹہ میز پر بیٹھا شراب پیتا اور اپنے سفر نامہ کے متعلق جھوٹ کے طومار سوچتا رہا۔ کیونکہ آجکل اس سازش کے سلسلہ میں جو وہ ایڈولفس اور اسابیلا کی شادی کے متعلق کر رہا تھا " علمی مصروفیت" کے لئے بہت کم وقت ملتا تھا۔

آدھ گھنٹہ بعد جب رات کی سیاہی اچھی طرح پھیل چکی۔ ارل آف لیسلز میز سے اُٹھکر باغ کے اس حصہ کی طرف جہاں گنجان درخت اُگے ہوئے تھے۔ چلا اور گر بہ قدم اس مقام تک پہنچا۔ جہاں درختوں کے سایہ میں بیٹھنے کے لئے بنچیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس جگہ پہنچکر معلوم ہوا دو شخص دبی آواز سے باتیں کر رہے ہیں۔ غور سے سنا تو معلوم ہوا ایک آواز اسابیلا کی ہے۔ گو بڑی کوشش

کے باوجود معلوم نہ کر سکا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔ جھاڑیوں میں چھپے ہوئے سانپ کی طرح بے آواز چلتا۔ وہ اور آگے بڑھا۔ اور ایک درخت کے ساتھ لگ کر اپنی حکمت عملی کی کامیابی پر خوش ہونے لگا۔ آواز اسی طرح پر سنائی دیتی رہی۔ اور اس کے دبے ہوئے لہجہ اور انداز تکلم سے صاف ظاہر تھا کہ مضمون یقیناً عشق ہے۔ مگر اب رفتہ رفتہ اس کے دل میں یہ خوفناک شبہہ تقویت حاصل کرنے لگا کہ دوسرے متکلم کی آواز ایڈونفس کی نہیں ہے۔ اس نے دم روک کر اور کان لگا کر زیادہ غور سے سنا تو اس جانگداز حقیقت کا انکشاف ہوا کہ یہ آواز کرسچن اسٹنٹن کی ہے۔ مگر اسٹنٹن اسابیلا سے عشقیہ گفتگو کرے! ارل آف لیسلز حیران۔ سراسیمہ دم بخود ہو کر کھڑا رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ یہ بیداری نہیں خواب ہے۔ اس مروج فرسا حقیقت کے سامنے اس کے فرضی واقعات زندگی کی اہمیت ہیچ نظر آنے لگی۔ رفتہ رفتہ اس کی پریشانی اتنی بڑھی کہ سر پیر کا ہوش نہ رہا۔ آخر کار اپنے منتشر حواس کو جمع کر کے اس نے اس بات کا فیصلہ کرنا ضروری سمجھا کہ اس روز کی طرح یہ بھی کوئی سماعی دھوکا نہ ہو۔ اس واقعہ نے حقیقتاً شیرِ وغیرہ معمولی طور پر محتاط بنا دیا تھا۔

اسی طرح دبی چال چلتا۔ وہ اس مقام کے بالکل قریب جا پہنچا جہاں دو نو عشاق محو الفت تھے۔ ایک درخت کی اوٹ لیکر ارل نے رات کی تاریکی میں سے ان کی طرف منھ بڑھایا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُنہوں نے بھی اس کا چہرہ دیکھا۔ گو پہچانا نہیں۔ اسابیلا کے منھ سے ہلکی چیخ نکلی۔ اور کرسچن نے یہ سوچکر شاید باغ کے مالی نے رفع استعجاب کے لئے یہ حرکت کی ہے۔ آگے بڑھکر اس روز کا مکا رسید کیا کہ بدنصیب ارل تیورا کر پیچھے گرا۔ اور ایک جھاڑی کے کانٹوں میں اُلجھ گیا۔

گرتے ہی اس نے ہر حصہ بدن میں بے شمار کانٹے چبھنے اور چوٹ کی تکلیف سے بزور ڈکرانا شروع کیا۔ چونکہ باریک کپڑے کی پتلون پہنی ہوئی تھی۔ اس لئے زیرین اعضا جھڑبیری کے کانٹوں سے چھلنی ہو گئے۔ کرسچن اور اسابیلا نے ایک ساتھ آواز پہچانی۔ جس سے آخر الذکر بیحد سراسیمہ ہوئی اور کرسچن نے آگے بڑھکر ارل کو جھاڑی سے نکالنے کی کوشش شروع کی۔ آواز سنکر لارڈ آسمنڈ بھی اپنی معشوقہ کو کمرہ نشست کی طرف بھیجکر وہیں آگیا۔

اسے دیکھکر ارل نے درد سے کراہتے ہوئے کہا ”ایڈونفس۔ تقدیر اچھی تھی کہ بچ گیا۔ ورنہ اس حرامزادہ نے تو قتل ہی کر دیا ہوتا۔ . . . دیکھو بدبخت تمہاری بہن بیلا سے عشق کرتا ہے

"میں ادب اور انکسار کے ساتھ حضور سے معافی چاہتا ہوں" کریچن نے اپنی غلطی محسوس کر کے نادم ہوتے ہوئے کہا۔ "میں نے محض غلط فہمی سے وار کیا تھا۔۔۔۔۔"

"ہائے اب میری ناک کا کیا ہوگا!" ارل نے مضحکہ خیز انداز سے ناک کو سہلاتے ہوئے کہا پھر کریچن سے مخاطب ہوکر حکم دیا "جاؤ۔ اسی وقت میرے گھر سے نکل جاؤ۔ خبردار میرے سامنے کبھی نہ آنا۔ تمہاری تنخواہ صبح تمہارے پاس بھیجدی جائیگی۔

"والد میں التجا کرتا ہوں۔ آپ اس نوجوان پر اتنی سختی نہ کریں۔۔۔" لارڈ آسمنڈ نے کہنا شروع کیا۔

"کیا تم اس کے لئے رحم کی سفارش کرتے ہو۔ جس کے مکّے سے میری ناک سوج کر "کپّا" ہوگئی ہے" ارل نے غضبناک ہوکر کہا۔ اور پھر یکایک سوال کیا "کیوں مگر بیگم اسوقت کہاں ہیں؟"

"جی وہ ایک عرصہ سے مکان میں چلی گئیں۔ کہتی تھیں سر میں درد ہے۔۔"

"چلو اچھا ہوا کہ وہ اسوقت موجود نہیں" ارل نے ندامت چھپانے کے خیال سے کہا "آؤ بیلا گھر چلیں۔ بھائی کا بازو پکڑ لو۔ تعجب ہے تم نے بھی اس لڑکے کی فضول گفتگو کو سننا منظور کیا۔ جبکہ اچھی طرح تم جانتی ہو کہ ایڈولفس تھا۔"

"ابا جی یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے" لارڈ آسمنڈ نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا آپ دیکھتے ہیں غریب بیلا سخت پریشان ہے" پھر کریچن کی طرف مڑ کر اس نے دبی آواز سے کہا "مسٹر ایشٹن جاؤ۔ تمہاری موجودگی سے ان کا غصہ اور بڑھتا ہے۔ اطمینان رکھو جہانتک ممکن ہوگا میں تمہاری سفارش کرونگا۔"

اس نے کریچن کا ہاتھ دوستانہ پیرایہ میں دباتے ہوئے اسے ایک طرف کو رخصت کردیا پھر اسابیلا کو سہارا دیتے ہوئے کہا "بیلا مایوس نہ ہو۔ مجھ سے جہانتک ممکن ہے امداد سے دریغ نہ کرونگا۔

مگر اسابیلا زار زار رو رہی تھی۔ مکان پر جاتے ہی وہ سیدھی اپنے کمرہ پر گئی۔ اور اس جگہ تنہائی میں بہت دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ ادھر ارل آف لیسلز نے اپنے کمرہ میں جا کر میک بیا کو بلوایا۔ اور اس کے روبرو ان واقعات کو اپنے رنگ میں بیان کرتے ہوئے صفحاً ناک کے لئے پولٹس تیار کرنیکا حکم دیا۔

اگلے دن لارڈ آسمنڈ کریچن سے اس کے مکان پر ملا۔ اور اس نے سچے رنج و افسوس کے

ساتھ بیان کیا کہ گو میں نے اور کونٹس نے تمہارے حق میں بہت زور دیا۔ مگر ارل نہیں مانے میری رائے میں بہتر ہو تم کسی دوسری جگہ ملازمت کر لو۔ اس کام میں جہاں تک ممکن ہے میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔ کرسچین نے شرماتے ہوئے کہا۔ دیکھئے مس ونسنٹ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو جس کے جواب میں اسے یہ جانکر اطمینان ہوا کہ ارل کی طرف سے مس ونسنٹ پر کسی طرح کا عتاب نازل نہیں ہوا۔ اس سے صرف اتنا کہا گیا ہے۔ کہ آئندہ ایسے غیر ذمہ دار نوجوانوں کی صحبت سے خبردار رہنا۔

باب ۵۴

کرسٹینا کی نئی ملازمت

کرسٹینا کو راجکماری اندرا کے پاس رہتے کئی ہفتے گذر گئے۔ اور اس عرصے میں وہ اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے انجام دیتی رہی۔ عام حالات میں اس کا کام راجکماری کو اخبار یا کوئی کتاب پڑھکر سنانا اور اس تاریخی و تمدنی تحقیقات میں جو وہ کیا کرتی تھی مدد دینا تھا۔ اندرا اس سے ویسا ہی اچھا سلوک کرتی تھی جیسا لیڈی آکٹیوین میرڈتھ یعنی اسے اپنی عزیز سہیلی اور بہن سمجھتی تھی۔ اور اس طرح پر کرسٹینا کو تبدیلِ ملازمت سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ وہ راجکماری کے ساتھ کھانا کھاتی۔ اور اس کی گاڑی میں سیر کرنے جاتی تھی۔ یا اگر موسم خوشگوار ہو تو دونوں ملکر پائین باغ کا گشت کیا کرتی تھیں۔ مختصر یہ کہ کرسٹینا اپنی موجودہ حالت سے ہر طرح خوش تھی اور والیٔ اندرآباد کی دختر کے خصائل کا جتنا اسے زیادہ علم ہوا اتنا ہی وہ اس کی مداح بنتی گئی۔

پہلے ہی دن جب کرسٹینا راجکماری اندرا کے مکان پر گئی تو اسباب آرائش کی نفاست و دلفریبی سے حیرت زدہ ہو گئی۔ کیونکہ شاہان مشرق کے اسراف و تزئین کا جو حال اس نے کتابوں میں پڑھا تھا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ مگر اس شان و شوکت سے زیادہ حیرت اسے راجکماری کے تابناک حسن اور خادمہ سگونہ کی ملاحت آمیز خوبصورتی سے ہوئی۔ فی الحقیقت ان دو مشرقی پھولوں کے چمن میں جو کچھ اسے نظر آئی جدید عجیب اور حیرت خیز تھی۔ راجکماری اندرا کے انگلستان آنیکا مدعا یا مسٹر ریڈکلف سے اس کے تعلقات کا اسے کچھ علم نہ تھا

اندرا نے روز اول ہی اس سے کہہ دیا تھا کہ میں گو ہندوستان کے ایک نرالے ملک کی بیٹی ہوں اور مجھے راجکماری کا لقب حاصل ہے۔ تاہم اس ملک میں میں نے عوام نظر حیرت سے محفوظ رہنے کے لئے اپنی صحیح حیثیت کو ایک معمولی معزز خاتون کے پردہ میں چھپا رکھا ہے۔ کرسٹینا نے اپنی پہچان کے لئے زوکا نام لیا۔ اور اس کے ساتھ اپنے گہرے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے اسکے اخلاق حسنہ کی تعریف کی۔ تو اندرا نے کہدیا۔ کہ ایک ایسی نیک خاتون سے پردہ غیر واجب ہے۔ تم چاہو تو ان سے میری اصلی حیثیت کا ذکر کر سکتی ہو۔ ان حالات میں اگر کرسٹینا نے زو سے راجکماری اندرا کا صحیح کا حال کہا تو یقیناً کوئی ایسی بات نہیں کہ جسے قابل اعتراض سمجھا جائے۔

راجکماری اندرا کا معمول تھا کہ ہر روز قریباً دو گھنٹے اس آراستہ کمرہ نشست میں جس کی تفصیل ہم نے پیشتر درج کی تھی تنہا بیٹھکر اخبار ٹائمز کے پرانے پرچوں کی ۲۰ جلدوں کی ورق گردانی کیا کرتی۔ اس گھر میں آنے کے بعد کرسٹینا کو ایک دو موقعوں پر کسی کام کے لئے اس کے پاس جانیکا اتفاق ہوا۔ تو اس نے اسے پرانے پرچوں کا بغور مطالعہ کرنے میں مشغول پایا۔ مگر اس نے اس واقعہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ بلکہ محض یہ سمجھا کہ وہ اس ملک کی نسبت مفصل حالات جاننے کی کوشش کر رہی ہے۔

ایک روز کرسٹینا کمرہ میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا ایک تہ کیا ہوا خط فرشی قالین پر پڑا ہے۔ اس نے اسے معمولی کاغذ سمجھکر اٹھا لیا۔ مگر دیکھا تو خط تھا۔ مضمون کا ایک لفظ پڑھنے کے بغیر اس نے اسے پھر تہ کرکے میز پر رکھ دیا۔ اتنے میں راجکماری بھی آگئی۔ کرسٹینا نے وہ کاغذ اسے پیش کرکے کہا "یہ اس جگہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔"

مشرقی حسینہ نے حرف پہچانا تو راقم کی یاد کے اثر راحت نے رخساروں کی سلونی رنگت میں سرخی پیدا کردی۔ کرسٹینا نے غلطی سے اس سرخی کو غصہ کا اثر سمجھا اور متانت سے کہنے لگی "راجکماری جی یہ نہ خیال فرمایئے کہ میں نے اس خط کو پڑھنے کی جرارت کی ہو۔"

"پیاری کرسٹینا تمہارے خلاف اس طرح کی بدگمانی ایک لمحہ کے لئے میرے دل میں پیدا نہیں ہوسکتی۔" اندرا نے شفقت سے کہا۔ مگر فوراً ہی اپنے چہرہ کی تبدیلی یاد کرکے رفع غلط فہمی کے لئے معذرتاً کہنے لگی "علاوہ بریں اس خط میں کوئی بات ایسی بھی تو نہیں جسے تم سے چھپانا منظور ہوتا یہ کئی ماہ پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اور میری اجازت سے تم اسے پڑھ سکتی ہو۔"

یہ کہتے ہوئے اندرا نے خط کھولکر پیش کیا اور کرسٹینا نے اسے پڑھتی ہوئی حیرت سے

ساتھ پڑھا۔ لکھا تھا۔

مارٹیمر سٹریٹ۔ کیونڈش سکوئر۔

۱۱؍ جنوری ۱۸۴۳ء

شہر اندرآباد کی رفیع الشان راجکماری کی خدمت میں آداب نیازات کے بعد بندہ ناچیز ریڈ کلف عرض کرتا ہے کہ بعض ذریعوں سے معلوم ہوا ہے۔ چند بد طینت آدمی آپکو اور آپکی خادمہ سگونہ کو دام تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں تفصیل کی اس خط میں گنجائش نہیں۔ بہر حال آپکو خبردار کرنا میرا فرض تھا۔ جسے میں نے ادا کر دیا۔ آخر میں اتنا لکھنے کی اور جرات کرتا ہوں کہ اگر آپ اہل عملہ کو ہدایت کر دیں کہ وہ اجنبی شخصوں سے میل جول نہ رکھیں تو میرے خیال میں حفظ ماتقدم سے بعید نہ ہوگا۔

بنام راجکماری اندرا۔ دختر نیک اختر والیٔ اندر آباد

کرسٹینا نے راقم کا نام پڑھا اور یہ بھی دیکھا کہ خط کس مقام سے لکھا گیا ہے تو چہرہ پر اثر حیرت ظاہر ہوا۔ جس نے خط کا مضمون پڑھنے سے فکر و تشویش کی صورت اختیار کر لی۔ ان اثرات کو راجکماری کی تیز آنکھ نے دیکھ لیا۔ اور اس حیرت کا سبب پوچھنے کے لئے جو خط دیکھتے ہی کرسٹینا کو ہوئی تھی سوال کیا۔ "کیوں مگر تمہیں اس خط کو دیکھکر تعجب کیوں ہوا؟"

"جی محض اس لئے کہ جن صاحب نے آپکو خط لکھا ہے میرے محسن بھی ہیں۔" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "میں اور میرا بھائی جو آپکی اجازت سے مختلف اوقات میں یہاں مجھ سے ملنے آیا کرتا ہے ہم دونوں ان کے ممنون احسان ہیں۔"

"کیا خوب! تم مسٹر ریڈ کلف کو جانتی ہو؟" اندرا نے کہا۔ مگر ریڈ کلف کا نام لیتے ہوئے اسے جو اضطراب ہوا۔ اس کو وہ بمشکل چھپا سکی۔

کرسٹینا نے سب حال بیان کیا۔ کس طرح۔ وہ اور اس کا بھائی کبھی اسی مکان میں رہا کرتے تھے جہاں سے خط لکھا گیا تھا۔ اور کیونکر بعد ازاں اسکی تحریک پر مسٹر ریڈ کلف نے غریب خیاطہ میری رائٹ کو مدد دی۔ جس کا سلسلہ ہر قسم کی نمائش کے بغیر اس بد نصیب کی موت تک قائم رہا۔ اندرا نے سب باتوں کو پوری توجہ سے سُنا۔ مگر ایسے ضبط کے ساتھ کہ دلی جذبات کو چہرہ پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

"لیکن مسٹر ریڈ کلف کی فیاضیاں یہیں پر ختم نہیں ہوتیں۔" کرسٹینا نے بیان کیا۔ "محض ان

کی کوشش سے وہ سازش جو ایک ناہنجار شوہر نے اپنی پاک عصمت بی بی کے خلاف کی تھی - ناکام ہی اور میں فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ اس موقعہ پر بھائی کرسچن نے بھی حق و انصاف کی حمایت میں نمایاں حصہ لیا تھا۔"

"ذرا اسکی تفصیل تو کہو۔" راجکماری نے کہا۔ "تم نے جو خلاصہ بیان کیا ہے اسے سُن کر مجھے گہری دلچسپی ہو گئی ہے۔"

اس پر کرسٹینا نے ان واقعات کا سب حال بیان کیا - جو فصراوک لینڈس میں پیش آئے تھے - اور جن کی تفصیل وہ بھائی کی زبانی سُن چکی تھی - اس داستان کے سلسلہ میں اس نے اس تالاب کا بھی ذکر کیا - جو برلب سڑک واقع تھا - اور جس کے پاس ۱۹ سال پیشتر قتل کی واردات ہوئی تھی - راجکماری نے سارے حالات کو گہری توجہ سے سنا -

آخرکار وہ کہنے لگی "- اندھیری رات میں ایسے تالاب کے پاس سرٹریڈکلف کے یکایک نمودار ہونے کا اثر واقعی لیٹیشیا راڈنے کے دل پر بہت ہوا ہوگا۔"

"کہ رہی جی کئی سال پیشتر اس تالاب کے پاس جو واردات ہوئی وہ بے حد خوفناک تھی۔" کرسٹینا نے کہا۔ "بھائی جن دنوں ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ہاں ملازم تھے - تو انہوں نے اس کا حال ایک پرانے اخبار کی کترن میں دیکھا تھا۔"

"پھر کیا اس نے سب تفصیل تم سے بیان کی تھی؟" راجکماری نے پوچھا۔

"جی ہاں مختصر طور پر کی تھی۔" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "نہایت پراسرار اور جانگداز واقعہ ہے۔ اور مجھے یہ جان کر سخت افسوس ہوا کہ اس کی وجہ سے ڈچس الٹا اور برٹرام مدین کے نام ہمیشہ کے لئے داغی ہو گئے۔"

اندرا اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑکی کی طرف گئی - اور دو تین منٹ چپ چاپ باہر کی طرف دیکھتی رہی - اس کے بعد کرسٹینا کے پاس آکر اس نے کہا۔ "مجھے تمہاری باتوں سے غیرمعمولی دلچسپی ہو گئی ہے - میرے پاس لندن کے ایک اخبار کے پرانے پرچوں کا مکمل ذخیرہ جمع ہے - اور چونکہ تم میری نسبت زیادہ مہارت رکھتی ہو - اس لئے مہربانی سے اس اخبار کا وہ پرچہ تلاش کر دو جس میں اس واقعہ کا حال درج ہے۔"

"میں اس کام کے لئے سرچشم سے حاضر ہوں۔" کرسٹینا نے کہا - اور وہ اس کمرہ کی طرف چلی جس میں پرانے اخبارات کا مجموعہ رکھا ہوا تھا - اور راجکماری اندرا بھی ایک طرف کو چلی گئی

کرسٹینا نے ۱۸۲۹ء کے اخبارات دیکھنے شروع کئے۔ تو ان میں بہت جلد وہ پرچہ مل گیا۔ جس میں سانحہ اوک لینڈس کے دردناک حالات درج تھے۔ معلوم ہوا ان کی تفصیل متعدد پرچوں میں مسلسل درج ہے۔ اور اس کے بعد ہفتوں بلکہ مہینوں متفرق پرچوں میں اس قسم کے فرضی قیاسات کا ذکر تھا۔ کہ ڈچس الزا اور برٹرام ووین کا کیا ہوا۔ اور وہ کہاں غائب ہو گئے۔ کرسٹینا ان سب پر سرخ سیاہی کے نشان لگاتی گئی۔ کہ راجکماری کو ان کے دیکھنے میں سہولت ہو۔ آخر اس کام سے فارغ ہو کر اٹھنے لگی تھی کہ سگونہ ایک خط لیکر داخل ہوئی۔ جس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ میز پر اخبار ٹائمز کی فائل کھلی ہوئی دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے خادمہ کی سرگلیں آنکھوں میں اثر حیرت پیدا ہوا۔ شائد اس خیال سے کہ راجکماری اور ان کی سہیلی کتنی بڑی تحریروں کا مطالعہ کرتی ہیں۔ اس کے بعد اپنے سڈول جسم میں وہ دلفریب لچک پیدا کر کے جو اس سے مخصوص تھی۔ اس نے خط کرسٹینا کو دے دیا۔ اور واپس چلی گئی۔

کرسٹینا نے دیکھا۔ تو لیڈی آگسٹین میر یڈیتھ کا خط تھا۔ وہ اسے پڑھنے کے لئے کمرہ نشست کی طرف روانہ ہوئی۔ اس خط میں زو نے لکھا تھا۔ کہ تمہارے جانے کے بعد میری صحت نسبتاً اچھی ہے۔ مگر میں ابھی اس قابل نہیں ہوئی۔ کہ حسب وعدہ تم سے ملنے آسکوں اس کے ساتھ ہی چونکہ تم سے ملنے کو طبیعت بے قرار ہے۔ اس لئے اگر ممکن ہو تو کل تھوڑی دیر میرے مکان پر آجانا۔ میں گھر میں اکیلی ہوں۔ کیونکہ وہ اپنے والد مارکوئیس آف ونچسٹر سے ملنے گئے ہوئے ہیں۔ ان آخری الفاظ کی اہمیت کو کرسٹینا نے اچھی طرح سمجھا۔ اور اس نے جان لیا کہ اس ذکر کا اصلی مقصد یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ میریڈیتھ سے تمہاری ملاقات کا امکان نہیں اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اس نازنین کے سینہ سے ایک آہ سرد نکلی۔ مگر اس نے پر زور فوری کوشش سے اس کو دبا لیا۔ مگر ضبط کی انتہائی کوشش کے باوجود وہ چہرہ کی اس سرخی کو نہ چھپا سکی۔ جو اپنی کمزوری کے خیال سے بوجہ شرم پیدا ہوئی تھی۔ خیالات بدلنے کی نیت سے وہ راجکماری کے کمرہ میں گئی۔ تو دیکھا وہ ٹائمز کے ان پرچوں کو جن پر اس نے سرخ نشانات لگائے تھے۔ بغور پڑھ رہی ہے۔ اس نے زو کا خط پیش کیا۔ اور اندرا نے اسے پڑھ کر اس لہجہ اخلاق سے جس کی وہ خوگر تھی۔ کہا۔ میں سمجھ گئی۔ تم شائد میری اجازت چاہتی ہو۔ مگر مجھے کب انکار ہوا ہے۔ تم شوق سے جا سکتی ہو۔ گاڑی حاضر رہے گی۔"

کرسٹینا نے راجکماری اندرا کا اس عنائت کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے کمرہ میں

واپس جا کر لیڈی آکیٹوین میریڈتھ کے رقعہ کا جواب لکھا۔ کہ میں کل دوپہر حاضرِ خدمت ہوسکوں گی اس سلسلہ میں قدرتی طور پر اس کے دل میں واقعات گذشتہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ اسے معلوم ہوا کہ زو کو یقیناً اس محبت کا جزوی یا کلی علم ہو چکا ہے۔ جو اس کے شوہر کو مجھ سے ہے۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ وہ مجھے رخصت ہونے کی اس آسانی سے اجازت دیتی۔ یا اس پر کوئی اعتراض وارد نہ کرتی۔ ناظرین سوال کریں گے۔ کیا اب بھی کرسٹینا نے بھائی کو ان خاص حالات سے خبردار کر دیا تھا جن میں وہ ترک ملازمت پر مجبور ہو گئی؟ جواب یہ ہے کہ بے شک اس نے سب حال صاف صاف کرسچن سے کہہ دیا تھا۔ گو اس حقیقت کو پھر بھی اس سے پوشیدہ رکھا۔ کہ میرے اپنے دل میں بھی لارڈ آکیٹوین کے لئے جذبات لطیف جگہ حاصل کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ وہ کسی معاملہ میں بھائی سے پردہ نہ رکھتی تھی۔ تاہم ایک باحیا دوشیزہ کا عشق وہ متاع عزیز ہے جسے وہ اوروں سے کیا خود اپنے دل سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کیا کرتی ہے۔ لارڈ آکیٹوین کے الفاظ محبت جب کبھی مختلف اوقات میں یاد آتے تو کرسٹینا کو ایک انوکھی راحت۔ ایک ناقابل بیان مسرت کا احساس ہوتا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ ان لفظوں کو لوح دل سے محو کرنے اور لارڈ آکیٹوین کے تصور کو جو بے خبری میں بارہا اس کے خیالات پر غالب آنے لگتا تھا۔ نظر انداز کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

شام کے کھانے پر کرسٹینا نے رجکاری سے کہا "صبح تالاب کی واردات کا قصہ کچھ ایسا چھڑا کہ میں دریافت کرنا بھول گئی۔ مسٹر ریڈکالف کے بیان کردہ خطرہ کا انجام کیا ہوا؟ کیا حقیقتاً کوئی واقعہ ایسا ظہور میں آیا جس کی بنا پر ان کے اندیشوں کو اہمیت دی جا سکتی؟"

"میں نے اس خط کی وصولی پر اپنے وفادار داروغہ مارک کو مسٹر ریڈکلف کے لفظوں میں ہدایت کر دی تھی۔" رجکاری نے بیان کیا۔ "اسکی زبانی معلوم ہوا کہ دو تین آدمی جن میں مرد عورتیں دونوں شامل تھے۔ کئی دن تک آس پاس پھرتے دیکھے گئے۔ انہوں نے مارک سے آغاز گفتگو کی بھی کوشش کی۔ مگر وہ کچھ ایسی سرد مہری سے پیش آیا کہ انہیں اپنا سا منہ لیکر سدھارنا پڑا۔ اس کے بعد جو دو ڈھائی ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ اس میں کوئی نیا واقعہ سننے میں نہیں آیا۔"

"حیرت ہے اس غیر ملک میں آپ کا دشمن کون ہوگا؟" کرسٹینا نے بھولے پن سے کہا۔ کیونکہ اس کے ذہن پاک میں جو دنیاوی نشیب و فراز سے بالکل بے خبر تھا۔ اس دام تزویر کا گمان تک نہ ہو سکتا تھا۔ جو رجکاری اندرا اور سگونہ کے خلاف بچھایا جا رہا تھا۔

"خدا کا شکر ہے کہ یہاں میرا کوئی دشمن نہیں۔" راجکماری نے کہا۔ "پھر بھی میری عزیز سہیلی دنیا میں لاانتہا شریر النفس لوگ ایسے ہیں جو ہر وقت اوروں کے لئے جال پھیلانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔" اور اتنا کہہ کر مشرقی نازنین نے گفتگو کو اور پہلو میں پھیر دیا۔

اگلے دن دوپہر کو کرسٹینا راجکماری اندرا کی گاڑی میں سوار ہو کر لارڈ آکٹیوین میرڈتھ کے مکان واقع ریجنٹس پارک پر گئی۔ اور چونکہ یہ بات پہلے ہی طے ہو چکی تھی۔ کہ گاڑی شام کے ۴ بجے اسے واپس لینے آئے گی۔ اس لئے وہ گاڑیبان کو کسی طرح کی ہدایت دئے بغیر مکان میں داخل ہو گئی۔ اور گاڑی واپس چلی گئی۔ اندر جا کر وہ زو سے بہنوں کی طرح سچی محبت سے ملی لیڈی آکٹیوین اپنے کمرہ نشست میں تھی۔ رنگت زرد اور چہرہ سے انداز کسل ظاہر ہوتا تھا۔ مگر کرسٹینا کو یہ دیکھ کر رنج ہوا کہ اسکی عزیز سہیلی ابھی پورے طور پر شفایاب نہیں ہوئی۔ زو نے اس سے نئی ملازمت کی نسبت کئی طرح کے سوالات پوچھے۔ اور یہ جان کر اظہار مسرت کیا۔ کہ کرسٹینا راجکماری اندرا کے پاس ہر طرح سکھی ہے۔ کم و بیش ایک گھنٹہ یہ گفتگو جاری رہی۔ اور اس عرصہ میں لیڈی آکٹیوین نے ایک مرتبہ بھی اپنے شوہر کا ذکر نہیں کیا۔ مگر ضعف کا یہ عمل اتنا قدرتی تھا۔ کہ اس میں کوئی بات غیر معمولی نظر نہ آتی تھی۔ اتنے میں لنچ کا وقت ہو گیا جسے دونوں نے مل کر کھایا۔ مگر ابھی پوری طرح فارغ نہ ہوئی تھیں۔ کہ لارڈ آکٹیوین نے اپنے معروف انداز سے گھنٹی بجائی۔ کرسٹینا آواز پہچان کر چونکی۔ اور اتنی بدحواس ہوئی کہ شرم سے چہرہ سرخ ہو گیا۔

"لارڈ آکٹیوین ہیں۔ کوئی غیر نہیں۔" زو نے آہستہ سے کہا۔ مگر کرسٹینا نے معلوم کیا کہ وہ اس کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اور اس کا بدن نمایاں طور پر بیقرار تھا۔ "معلوم ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنے والد کے ہاں جانے کا ارادہ بدل دیا۔ یا شاید مارکوئیس۔ ان کے والد کو کوئی اور مصروفیت ہو گئی۔ اس لئے ان سے نہ مل سکے۔"

اتنے میں کرسٹینا سنبھل گئی تھی۔ جلد رخصت ہونے کے خیال سے وہ ذکر وداع کرنے کو تھی۔ کہ یاد آیا گاڑی چار بجے سے پہلے نہ آئے گی۔ ایسے حالات میں رخصت کا ذکر کرنے سے یہ ظاہر ہوتا کہ وہ محض لارڈ آکٹیوین کی آمد کی وجہ سے جا رہی ہے۔ اس میں شک نہیں اپنے دل میں وہ اچھی طرح سمجھتی تھی۔ کہ زو کو میرے یہاں سے دوسری جگہ جانے کا راز بخوبی معلوم ہے۔ تاہم اسکی پاک طینت اس کے اظہار کی اجازت نہ دے سکتی تھی۔

کرسٹینا اسی الجھن میں تھی۔ کہ لارڈ آکٹیوین میریڈیتھ کے زینہ پر چڑھنے اور کمرہ نشست کی طرف آنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ایک لمحہ بعد وہ اندر آ گیا۔ اتفاق سے اس کو بھی نوکر کی زبانی مس اسٹیٹن کی آمد کا علم ہو گیا تھا۔ اس لئے سامنے آ کر اس نے بے جا حیرت ظاہر نہیں کی۔ پھر بھی اس وقت یہ خیال رہ رہ کر اس کے اندر بے چینی پیدا کر رہا تھا۔ کہ مجھے اس موقعہ پر کرسٹینا کے سامنے نہ آنا چاہیئے تھا۔ مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔ ایک نامعلوم ناقابل بیان۔ ناقابل فہم تحریک ادھر ہی کو کھینچے لئے آتی تھی۔

کمرہ میں داخل ہو کر وہ دوستانہ اخلاق سے کرسٹینا کی طرف بڑھا۔ اور اسے اپنا ہاتھ پیش کیا۔ اس نازنین نے بڑے تامل سے اپنا دست حنائی پیش کیا جسے آکٹیوین نے قریباً ایک لمحہ اپنے ہاتھ میں لیکر چھوڑ دیا۔ بعض سرسری کلمات اخلاق کے بعد وہ زو کے پاس جا بیٹھا۔

بظاہر لیڈی آکٹیوین کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ "تمہیں میرے اتنا جلد واپس آنے کا گمان نہ ہو گا۔ نہ مجھی کو تھا۔ مگر یہاں سے جا کر معلوم ہوا کہ والد ایک ضروری کام پر ڈاکات چلے گئے ہیں۔ وہ ایک رقعہ چھوڑ گئے کہ میں پرسوں مل سکوں گا۔"

"ان کی رخصت کسی ناگوار سلسلہ میں تو نہ تھی؟" زو نے دردناک مگر اخلاق آمیز لہجہ میں پوچھا۔

"نہیں۔ نہیں۔" آکٹیوین نے جلدی سے کہا۔ "نہیں اتفاقاً اپنے مینیجر کے حساب میں کچھ غبن نظر آیا تھا۔ اس لئے دفعتاً جانا پڑا۔"

اس کے بعد اس نے ایک شائستہ خیال امیر کی طرح گفتگو کا رخ بدل کر عام معاملات کا ذکر چھیڑ دیا جس میں زو دلی مسرت سے نہ سہی بہرحال ظاہر دلچسپی سے حصہ لیتی رہی۔ گو کرسٹینا نے بارہا محسوس کیا۔ کہ وہ محض اس خیال سے بول رہی ہے کہ ایسا نہ ہو گفتگو رک جائے۔ سے تینوں کے لئے ناگوار حالت کا سامنا ہو۔ خود اس نے گفتگو میں بہت کم حصہ لیا۔ خیالات وجذبات کو قابو میں رکھنے کا عمل بجائے خود کافی توجہ چاہتا تھا۔ کبھی اس کی نگاہ فرش زمین کی طرف لگ جاتی تھی۔ کبھی آکٹیوین سے پرے کسی اور چیز پر۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے اپنے ضبط پر اعتماد نہ تھا۔ فی الحقیقت وہ کسی نہ کسی طرح آکٹیوین کی نگاہ سے بچنا چاہتی تھی۔ کیونکہ احتمال تھا دونو کی آنکھیں ملنے سے خود لارڈ آکٹیوین کی طرف سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو معاملات کو اور پیچیدہ بنا دے

اسی طرح آدھ گھنٹہ گذر گیا۔ کرسٹینا نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا گاڑی آنے میں ابھی دو گھنٹے باقی ہیں۔ حیران تھی کیا یہ سارا عرصہ لارڈ آکٹیوین کی صحبت میں گذارنا ہوگا؟ ظاہر میں ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔ یکایک زونے چند نئے "گانوں کا ذکر چھیڑا۔ جو قریب ہی میز پر رکھے ہوئے تھے۔ کرسٹینا سمجھ گئی۔ کہ اس نے قصداً میرا اضطراب رفع کرنے کو ایسا کیا ہے۔ چنانچہ وہ اُٹھ کر انہیں دیکھنے گئی۔ وہاں جا کر وہ اس طریق پر میز کے پاس بیٹھ گئی۔ کہ گو آکٹیوین کی طرف اسکی پیٹھ نہ تھی۔ بہرحال وہ اسکی نظروں سے محفوظ رہ سکتی تھی۔ اس مصروفیت میں ایک گھنٹہ اور گذر گیا۔ جس کے بعد زونے کرسٹینا سے پیانو پر کچھ گانے کی درخواست کی۔ اپنی جگری سہیلی کے حکم سے انکار صریحاً محال تھا۔ پس وہ پیانو کی طرف بڑھی۔ مگر بڑے تامل و اضطراب کے ساتھ۔ یہ حالت دیکھ کر لیڈی آکٹیوین نے جلدی سے کہا "نہیں پیاری کرسٹینا۔ میں تمہیں بے جا تکلیف دینا نہیں چاہتی۔ تم میری مہمان ہو۔ اور مہمان کو مجبور کرنا آداب اخلاق سے بعید ہے علاوہ بریں ہمارے پاس وقت بھی کم ہے . . ."

"خیر تو میں چلتا ہوں۔" لارڈ آکٹیوین نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے میرا ہی وجود زائد ہے۔ عورتوں میں کئی طرح کی باتیں گپ چپ ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے مس اینشٹن میں آپ سے الوداع عرض کرتا ہوں۔"

ایک بار پھر اس نے اپنا ہاتھ پیش کیا۔ اور کرسٹینا نے بڑے تامل کے ساتھ اپنا ہاتھ بڑھایا۔ قریباً ایک لمحہ اسے اپنے ہاتھ میں رکھنے کے بعد اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اور تیز چلتا کمرہ سے رخصت ہو گیا۔ کرسٹینا پھر زو کے پاس آبیٹھی۔ اور اس وقت اسے معلوم ہوا کہ اس کی محترم سہیلی بادقت آہ سرد کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس وقت خود اس کے سینہ میں جذبات کا اتنا ہجوم تھا۔ کہ جی چاہتا تھا اپنی پیاری سہیلی کے گلے لگ کر دیر تک روتی رہے۔ مگر اس نے بڑی کوشش سے ضبط کیا۔ اسی طرح باتوں میں وقت گذرتا گیا حتےٰ کہ نیچے گاڑی آ گئی۔ آخر جب دونو جدا ہونے لگیں۔ تو زونے کہا۔ "پیاری کرسٹینا میں امید کرتی ہوں بہت جلد راجکماری اندرا کے وہاں تم سے ملنے آؤں گی۔" مگر اس کے ساتھ اس نے یہ نہیں کہا کہ اگر میں نہ آسکی تو تم ضرور تکلیف کرنا۔

دونو حقیقی بہنوں کی طرح بغلگیر ہو کر جدا ہوئیں۔ کرسٹینا کو فکر تھی۔ کہیں لارڈ آکٹیوین نچلی منزل میں نہ ہوں۔ اور مجھے گاڑی میں سوار کرنے کا فرض اپنے اوپر نہ لیں۔ مگر وہ کہیں

چلے گئے تھے۔ پس وہ خود ہی گاڑی پر سوار ہو کر بینر واٹر کی طرف روانہ ہوئی۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے گذشتہ چار گھنٹوں کے واقعات پر نظر بازگشت ڈالی۔ تو یقین کامل ہو گیا۔ کہ زد اپنے شوہر کے راز محبت سے آگاہ ہو چکی ہے۔ یکا یک ایک اور واقعہ کی یاد اس کے دماغ میں تازہ ہوئی۔ اور اسے تعجب ہوا کہ میں نے پیشتر کیوں اس کا خیال نہ کیا۔ یہ واقعہ وہی تھا جب گاڑی الٹنے کے حادثہ پر اسے زد کی آنکھیں اس وقت کھلتی اور بند ہوتی نظر آئی تھیں جب آکٹیوین نے اس کے روبرو بعض پرجوش کلمات کہے تھے۔ کچھ شک نہیں کہ زد نے ان کو سن لیا تھا۔ اور اسی ذریعہ سے وہ اپنے شوہر کے راز سے خبردار ہوئی۔ مگر اس نیک خاتون کا ایثار دیکھیے۔ کہ سب حال جانتے ہوئے اور اس بات سے واقف ہو کر کہ کرسٹینا کی ذات ہی میری راحت میں خلل انداز ہے۔ اس نے پیشانی پر بل تک نہیں آنے دیا۔ نہ اس سے بہناپا توڑا۔

اس خیال کے دل میں آتے ہی کرسٹینا سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔ اور اپنے دل سے کہنے لگی۔ "الٰہی میری عزیز محسنہ نے محض دلجوئی کے لئے کتنا عظیم ایثار کیا ہے۔ وہ اپنے شوہر کے ناجائز اور تباہ کن عشق سے واقف اور اس حقیقت سے خبردار ہے کہ میں ہی اس کی رقیب ہوں ... گو خدا جانتا ہے قصداً نہیں ... مگر اس کے باوجود اسے مجھ سے ذرا نفرت نہیں آہ! اس کشادہ نظری کی داد کون دے سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے شوہر سے اشارتاً کوئی کلمہ طنز کہہ کر بھی اسے آزردہ کرنا نہیں چاہتی۔ شائد اسے قلب انسانی کی کمزوریوں پر رحم آتا ہے۔ شائد وہ اس کو ہر ممکن رعائت دینا چاہتی ہے۔ مگر کس بلا کا حوصلہ ہے۔ کہ اس خوفناک راز کو دل میں رکھ کر وہ اپنے الفاظ و سکنات میں اتنی احتیاط سے کام لیتی ہے۔ کہ کسی کو اس حقیقت کا شبہ تک نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اداس رہتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ اسکی آواز میں درد ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کی کمزوری رفع ہونے میں نہیں آتی۔ کیونکہ یہ ازمائش حقیقتاً نہائت خوفناک ہے۔"

اور یہ سوچ کر اس نازنین نے گاڑی میں بیٹھے ہوئے اس خیال سے زار زار رونا شروع کیا۔ کہ میں ہی وہ بدبخت ہوں جس کی ذات ناسپاس اپنی محسنہ کی راحت میں خلل انداز ہے میرے ہی سبب سے زد کا شوہر اس سے ویسا پیار نہیں کرتا جو اسے کرنا چاہیئے۔

باب - ۴۶ (الف)

دامِ فریب

مگر آیئے کرسٹینا کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم یہ معلوم کریں کہ اسکی غیر حاضری میں راجکماری اندرا کے مکان پر کیا واقعات پیش آئے۔

جس وقت گاڑی کرسٹینا کو واپس لانے کے لئے ۳ بجے کے قریب ریجنٹس پارک کی طرف روانہ ہوئی۔ تو راجکماری کا داروغہ مارک اس خیال سے اسپر سوار ہو گیا کہ اسے آکسفورڈ سٹریٹ میں خانگی ضرورت کی کچھ چیزیں خریدنا تھا۔ سگونہ باغ کی سیر کرنے نکلی۔ اور اس کی دلفریب قامت بہت جلد گنجان درختوں میں چھپ گئی۔ مگر اس وقت اس کی تیز سیاہ آنکھوں میں ایک عجیب چمک پائی جاتی تھی۔ وہ غیر معمولی طریق پر روشن تھیں۔ اور ان کے تابناک عمق میں خشونت و اطمینان کا ایک عجیب اشتراک جو دائرہ تفصیل سے خارج ہے پایا جاتا تھا۔ عنابی ہونٹ انداز استقلال سے بھینچے ہوئے تھے۔ مگر باغ کے اس مقام پر پہنچکر جہاں اس کے گرد مضبوط باڑ لگی ہوئی تھی۔ وہ کان لگا کر سننے کو کھڑی ہوئی۔ تو فکر و تذبذب میں ہونٹ کھل جانے سے دروندان نمودار ہوئے۔ جو سپیدی میں عاج کو شرماتے تھے۔ سڈول چھاتیاں جو بے ننگ لباس میں جزوی طور پر چھپی ہوئی اور محرم کی قید و بند سے آزاد کسی سنگی مجسمہ کے بالائی حصہ سے مشابہ تھیں۔ اسی وجہ سے اُبھر گئیں۔ تھوڑے تامل کے بعد اس نے جھاڑیوں سے گذر کر باڑ کے دوسری جانب دیکھا۔ تو معلوم ہوا ایک خوش پوش عورت بغل میں بادامی رنگ کے کاغذ میں لپٹا ہوا ایک پلندہ لئے آہستہ آہستہ ٹہل رہی ہے۔ سگونہ نے اشارہ سے اس کو پاس آنے کے لئے کہا۔ اور وہ عورت باڑ کے قریب آگئی۔

"کیا وجہ تم نے اتنی دیر کر دی؟" ہندوستانی خادمہ نے اس عورت سے خاصی اچھی انگریزی میں پوچھا۔ حالانکہ میں نے صحیح وقت پر آنے کی اتنی تاکید کی تھی؟"

"میں آ تو بہت سویرے گئی تھی۔ مگر باڑ کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوئی۔" اجنبی عورت نے اس قسم کی شکستہ انگریزی میں جواب دیا جس سے اس کے غیر ملکی ہونے کا پتہ چلتا تھا۔

"مگر کیا میں نے صبح تمہارے آدمی کی معرفت کہلا نہیں بھیجا تھا۔ کہ ٹھیک ساڑھے تین بجے پہنچ جانا؟" سگونہ نے باصرار کہا۔ خیر اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ نہ آنے سے دیر میں آنا بہر حال بہتر

ہے۔ اب تم ادھر سے ہٹ کر صدر دروازہ پر آؤ۔ تو میں دروازہ کھول کر تمہیں مدخل کر دوں گی اس کے بعد ان سے ملانا میرا کام ہے۔ باقی جو کرنا ہو تمہارا ہے"

یہ کہتے ہوئے سگونہ کی آنکھوں میں غیر فطری تیز چمک پیدا ہوئی معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس واقعہ سے اپنے لئے کوئی عظیم کامیابی حاصل کرنے کی امید رکھتی ہے۔

"کسی طرح کا اندیشہ تو نہیں؟" آنے والی نے دریافت کیا۔

"بالکل نہیں۔" سگونہ نے جواب دیا "جیسا میں نے کہلا بھیجا تھا۔ نوکر گاڑی کے ساتھ گئے ہوئے ہیں۔ اور مارک کچھ سامان خریدنے گیا ہے۔"

اتنا کہکر وہ اس جگہ سے پیچھے ہٹی۔ اور واپس مکان میں چلی گئی۔ اور وہ عورت جس سے وہ باتیں کر رہی تھی۔ صدر دروازہ کی طرف چلی۔ اس نے کنڈی ہلائی۔ تو سگونہ نے دروازہ کھول دیا۔ اور اسے ڈیوڑھی میں لے جاکر تھوڑی دیر اس طرح اس سے باتیں کرتی رہی۔ گویا کام پوچھ رہی ہے۔ پھر کمرہ نشست میں جاکر جہاں راجکماری اندرا ایک مغرق شہ نشین پر دراز تھی۔ اس نے بڑے ادب سے جھک کر سلام کیا اور کہا "کماری جی۔ درزن حاضر ہے۔"

"درزن!" اندرا نے انداز حیرت سے پوچھا "سگونہ میں نے کسی درزن کو نہیں بلایا۔ معلوم ہوتا ہے کچھ غلطی ہوئی ہے۔"

"سرکار دانا ہیں۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے غلطی کچھ نہیں۔ کہتی تھی۔ میں تمہاری سرکار سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"اچھا تو آنے دو۔" اندرا نے جواب دیا "میں خود پوچھ لوں گی۔ کہ اُسے کس نے بلایا ہے۔"

سگونہ سلام کر کے رخصت ہوئی۔ اور ڈیوڑھی میں جاکر اس عورت کی طرف جس کی نسبت ضمناً یہ بتا دینا بے موقعہ نہ ہوگا۔ کہ میڈم اینجلیک کے سوا کوئی اور نہ تھی۔ تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

بدقماش عورت سگونہ کے ساتھ کمرہ نشست کی طرف ہولی۔ اور خادمہ نے اسے اندر بھیجکر دروازہ پھیر دیا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ میڈم اینجلیک عرصہ دراز سے اندرا کے تابناک مشرقی حسن کی مداح تھی۔ کسی نہ کسی طرح اپنے حلقہ اثر میں لاکر وہ اس نایاب جنس کی فروخت

اور نفع بازی کی آرزومند تھی۔ اس کام کے لئے اس نے متعدد مرد عورتوں کو مقرر کیا تھا۔ مگر جب ان کی سازشیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ تو ناچار اس نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اب تک اس نے اندرا کو گاڑی میں سوار ہو کر سیر کرتے یا باغ کا گشت لگاتے دور ہی سے دیکھا تھا۔ اب قریب آکر اس کے حسن سحر افروز کا نظارہ کرنے سے معلوم ہوا کہ جو کچھ دیکھا گیا۔ وہ حقیقت سے بہت دور تھا۔ ساری عمر حسن و شباب کی جانچ اور انتخاب میں بسر کرنے پر بھی اس شعلہ رو مشرقی نازنین کی صورت دیکھ کر اسکی آنکھیں تلملا گئیں۔ پھر وہ کمرہ بھی جس میں اسے شرف دید حاصل ہوا۔ نہایت شاندار اور مرصع تھا۔ نتیجہ یہ کہ مکار عورت گو لاکھ ضابطہ تھی۔ مگر تھوڑی دیر کے لئے اس خطہ فردوس اور اس کی حکمران حور کو دیکھ کر وہ بھی مضطرب اور متوحش ہو گئی۔ اسکی پریشانی رفع کرنے کو اندرا نے اپنے دلفریب تبسم سے حوصلہ افزائی کی۔ کیونکہ ظاہری صورت سے اس نے اسے کوئی شریف عورت سمجھا تھا۔ اور اس کا تو اسے بھولے سے بھی خیال نہیں آیا کہ یہی وہ عورت ہے جس کے خلاف مسٹر ریڈکلف نے مجھے خبردار کیا تھا۔ یا یہی وہ افعی جانگداز ہے جسے شیطان نے عورت کے بھیس میں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔

"کیا تمہیں وہ درزن ہو جس کا ذکر ابھی میری خادمہ کر رہی تھی؟" اندرا نے پوچھا۔ "میرے خیال میں ضرور کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ میں نے کسی درزن کو نہیں بلایا تھا۔"

"میں سرکار سے بے جا مداخلت کے لئے معافی چاہتی ہوں۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "درحقیقت میں میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے آپ نے بلوایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے میرے سمجھانے اور اس کے سمجھنے میں غلطی ہوگئی۔"

"آہ تو کیا تم اپنی مرضی سے آئی ہو؟" اندرا نے فوراً اسکی طرف شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں ایک بار پھر آپ سے معافی کی طلبگار ہوتی ہوں۔" میڈم اینجلیک نے انداز تبسم اور خوشامدانہ لہجہ اختیار کر کے کہا۔ "بات یہ ہے میں عموماً یہاں کی مالدار حسین اور فیشنیبل خواتین کے بنگلوں کا دورہ کیا کرتی ہوں۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اندرا کی دلفریب صورت کی طرف انداز تعریف سے دیکھا۔ "میں انہیں نئے نئے قیمتی کپڑوں کے نمونے دکھاتی ہوں..."

"خیر اس عنایت کے لئے میں تمہاری شکرگذار ہوں کہ تم نے مجھے بھی ان معزز خواتین کی فہرست میں شامل کیا۔" راجکماری نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اگر سردست مجھے کسی چیز کی ضرورت

نہیں... اور نہ شائد آئندہ ہو۔"

یہ کہتے ہوئے اندرا نے اس قسم کا اشارہ کیا گویا اسے رخصت کرنا چاہتی ہے۔ مگر میڈم اینجلیک اس آسانی سے ٹلنے والی عورت نہ تھی۔

بڑی مسکین صورت بنا کر کہنے لگی "سرکار کو اختیار ہے کوئی چیز خریدیں یا نہ خریدیں۔ بہرحال جو کچھ میں لائی ہوں۔ اسے ایک نظر دیکھنے میں حرج نہیں۔ میں عرصہ دراز سے اس ملک کی کئی عزتدار خواتین کی خدمتگذار رہی ہوں۔ چنانچہ مارشنس آف ٹریویلین۔ کونٹس آف مارڈانٹ۔ کونٹس آف لیسلز اور ڈچس آف مارچ مونٹ یہ سب میری سرپرست ہیں..."

"کیا ڈچس آف مارچ مونٹ بھی تمہیں سے کپڑے سلواتی ہیں؟" اندرا نے یکایک پوچھا۔

"ہاں سرکار۔ قدیم سے آج تک میں ہی ان کی خدمت گذار ہوں۔" میڈم اینجلیک سنئے اس خیال سے خوش ہو کر کہا کہ اسے میری کسی بات سے دلچسپی تو ہوئی۔ اگرچہ جو کچھ اس نے بیان کیا۔ وہ سراسر جھوٹ تھا۔ کیونکہ مثنے لباسوں کا واقعہ ظاہر ہونے کے بعد سے لیونیا نے اس سے مکمل طور پر ترک تعلق کر لیا تھا۔ اس کے بجا اگر وہ یہ کہتی کہ میں آج تک ڈیوک آف مارچ مونٹ کی خدمتگذار رہوں تو شائد زیادہ صحیح ہوتا۔ کیونکہ اس سے وہ اس دن بھی مل چکی تھی۔

"اچھا کیا ڈیوک اور ڈچس آف مارچ مونٹ ان دنوں لندن ہی میں ہیں؟" راجکماری نے پوچھا۔

"جی ہاں وہ اپنے شاندار محل واقع بلگریو سکوئر میں مقیم ہیں۔"

"میں نے ان کے قصر واقع اوک لینڈ ٹس کی بہت تعریف سنی ہے۔ اور کئی بار اسے دیکھنے کی خواہش بھی ہوئی ہے۔"

"تو سرکار یہ کیا بڑی بات ہے" میڈم اینجلیک نے انداز حیرت سے کہا "حضور چاہیں۔ تو میں یہ خواہش نہائت آسانی سے پورا کر سکتی ہوں۔ اور اسے اپنے لئے باعث عزت و فخر سمجھونگی"

"کس طرح؟" راجکماری نے ہمہ تن شوق ہو کر پوچھا۔

"یوں کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ میرے نہائت مہربان محسن ہیں۔" عیار عورت نے معاملات کو اس آسانی سے وہی راہ اختیار کرتے دیکھ کر خوشی سے کہا جس پر وہ انہیں لانا چاہتی تھی۔ "جیسا میں نے عرض کیا تھا ان کی بیگم عرصہ دراز سے میری پرورش کر رہی ہیں۔ اور ڈیوک ان کی خوش پوشی سے بے حد خوش ہیں۔ چونکہ اس خوبی لباس کا جس کے وہ اس درجہ مداح ہیں اصل

ذریعہ آپ کی یہ خادمہ ہی ہے۔ اس لئے وہ میرے حال پر کرم فرمائی کرتے ہیں۔"

"میں سمجھی"۔ اندرا نے آہستہ سے کہا "مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان سے کوئی درخواست کروگی تو ان کی طرف سے انکار نہ ہوگا۔"

"آپ نے بالکل بجا فرمایا۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا "اور مبالغہ برطرف اوک لینڈس واقعی آپ کے دیکھنے لائق جگہ ہے۔ کھلے اور فراخ میدان۔ فرحت خیز سبزہ۔ دیدہ زیب فوارے بُت اور چڑیا خانے۔ حوض کے شفاف پانی میں سنہری اور روپہلی مچھلیاں۔ خوشنما آبی قطعات پر تیرتے ہوئے راج ہنسوں کی قطار۔ میوہ اور پھولوں سے لدے ہوئے پودوں کی گنجانی یقین فرمائیے یہ مقام حقیقت میں بہشت بریں کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ پھر محل کا اندرونی حصہ بھی کچھ کم دلکش نہیں۔ سب کمروں میں نفیس اور بیش قیمت اسباب سجا ہوا ہے۔ کھڑکیوں سے دور کا نظارہ خیال انگیز محویت پیدا کرتا ہے۔ اور نگارخانہ کی تصویریں صدہا دلچسپیوں کا موجب ہیں۔ میں سچ عرض کرتی ہوں اس مذاق سلیم کی بدولت جو آپ کو حاصل ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے کمرہ کے چاروں طرف تعریفی نظر ڈالی۔ "آپ اس جگہ کو دیکھ کر ضرور خوش ہوں گی۔"

"خیر اوک لینڈس کا محل ایسا ہو یا نہ ہو۔ تمہاری تقریر واقعی بہت دلکش ہے۔" اندرا نے کہا۔ "اور اسے سن کر میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ چند گھنٹے ضرور اس کی سیر میں بسر کروں گی۔"

"کیا فرمایا؟ چند گھنٹے؟" میڈم اینجلیک نے انداز حیرت سے کہا۔ "میں جو کچھ عرض کرتی ہوں چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ مگر سچ جانئے۔ میں ڈیوک سے حضور کی تشریف آوری کا سرسری ذکر بھی کر دوں۔ تو وہ ہفتہ عشرہ کے قیام کی اجازت بخوشی دے دیں گے۔ وہ اور ان کی بیگم آجکل لندن میں ہیں۔ اس لئے آپ اگر چاہیں تو وہاں گھر کی طرح اطمینان سے رہ سکتی ہیں۔"

"پھر بھی میں ایک اجنبی عورت۔ اس قسم کی غیر معمولی درخواست کس منہ سے کر سکتی ہوں؟" راجکماری نے پوچھا۔

"اس میں غیر معمولی کیا بات ہے۔ آپ بلاد مشرق کی ایک معزز و متمول خاتون ہیں اور رفع شوق کے لئے ڈیوک کا محل دیکھنا چاہتی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ یہاں انگلستان میں اس قسم کی درخواست ذرا بھی عجیب یا غیر معمولی نہیں سمجھی جاتی۔ آپ کا خفیف اشارہ ہونے پر ڈیوک خوشی سے اجازت دے دینگے۔"

"میں اس اطمینان کے لئے تمہاری ممنون ہوں"۔ اندرا نے کہا۔ "اور اب اس گفتگو کے بعد مجھے تمہاری سرپرستی سے بھی عذر نہیں۔ دکھاؤ تمہارے پاس کیا کیا چیز ہے؟"

میڈم ایجلیک نے پلندہ کھول کر چند نہائت خوشنما کپڑوں کے نمونے پیش کیے۔ ہر ایک ٹکڑہ ایک لباس کے برابر تھا۔

اندرا نے قیمت پوچھی۔ جو میڈم ایجلیک نے بیان کی۔ مگر وہ اس تجارت سے بہت زیادہ اس مقصد خاص کی کامیابی پر خوش تھی جس کے لیے وہ حقیقتاً یہاں آئی تھی۔ اور جس سے ہمارے ناظرین بے خبر نہیں ہیں۔

"بہت اچھا میں ان سب کو خرید لیتی ہوں"۔ اندرا نے اس خوشنما مخملی گدے کے نیچے سے جس پر وہ بیٹھی تھی۔ ایک بھاری بٹوہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور اس نے زر مطلوبہ نوٹوں کی صورت میں گن دیا۔

"اب اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کپڑوں کو یورپی طریق پر سی لاؤنگی"۔ میڈم ایجلیک نے نوٹ سنبھالتے ہوئے کہا۔ "یوں تو حضور کے موجودہ لباس کا بھبن بھی کچھ کم دلفریب نہیں مگر میرا خیال ہے مشرقی حسن پر مغرب کی مشاطہ گری کچھ اور ہی دلفریبی پیدا کر دے گی۔"

"نہیں ان کپڑوں کو تم میرے پاس رہنے دو"۔ اندرا نے کہا۔ "البتہ میں اجازت دیتی ہوں کہ میرے لئے تین چار سادہ لباس جیسے انگریز عورتیں عام طور پر پہنا کرتی ہیں۔ تیار کر لانا۔ ان کے ساتھ ٹوپیاں اور شال بھی ہوں۔ کیونکہ اوک لینڈ میں جانے ہوئے میں لوگوں کی نظر حیرت سے محفوظ رہنے کے لئے اسی ملک کا لباس پہننا چاہتی ہوں۔"

"بہت اچھا۔ آپ کی دلفریب قامت میری نظروں میں ہے۔ اس لیے کسی ناپ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس کے بغیر ہی آپ کے حسب منشا لباس تیار کر دوں گی۔ ایسا بے عیب سڈول جسم جیسا قدرت نے حضور کو عطا کیا ہے۔ ۔ ۔"

"دیکھو مگر" اندرا نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ "سب کام اس طرح چپ چاپ ہونا چاہیئے۔ کہ کسی کو اس کی خبر تک نہ ہو۔ میں چاہتی ہوں جب اپنے وطن کو واپس جاؤں۔ تو کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ اس نے انگلستان میں رہ کر بدیشی لباس پہنا تھا۔ اس لئے لباس تیار ہو جائیں تو انہیں بکس میں بند کر کے بھیج دینا۔ خود آنے کی تکلیف نہ کرنا۔ بل کی رقم جو کچھ ہوگی چیک کے ذریعہ ادا کر دی جائے گی۔ بل کے ساتھ جو خط لکھو گی۔ اس میں یہ بھی تحریر کرنا کہ کیا تمہیں۔ ۔ ۔"

"میں سمجھ گئی۔ اسی خط میں یہ اطلاع بھی درج کر دی جائے گی۔ کہ میں نے ڈیوک سے آپ کے قیام اوک لینڈس کی اجازت حاصل کر لی ہے۔" میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا۔ "اطمینان فرمائیے کہ یہ اطلاع بصورت اثبات ہی ہوگی۔ اور میں اس کے ساتھ یہ بھی لکھوں گی۔ کہ آپ کس راہ سے وہاں جا سکتی ہیں۔"

"میں تمہاری اس توجہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" اندرا نے کہا۔ "غالباً مجھے ہفتہ عشرہ تک تمہارے خط کا انتظار کرنا چاہیئے۔"

"جی ہاں۔ بلکہ اس سے بھی پہلے۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔

اس کے بعد اندرا نے فرانسیسی عورت کو رخصت کا اشارہ کیا۔ اور وہ بار بار جھک کر سلام کرتی دروازہ کی طرف بڑھی۔ اس وقت وہ اپنی غیر معمولی کامیابی پر خوشی سے پھولی نہ سماتی تھی۔ لیکن اگر دروازہ بند ہونے کے بعد کسی طرح اس کو راجکماری اندرا کی صورت دیکھنے کا موقعہ ملتا۔ تو یقیناً اسکی خوشی پر بڑی حد تک پانی پھر جاتا۔ کیونکہ اس کے جاتے ہی راجکماری کے چہرہ پر نفرت۔ حقارت اور فاتحانہ اطمینان کے کچھ ایسے مشترکہ اثرات نمودار ہوئے جنہیں بصورت الفاظ بیان کرنا مشکل ہے۔

میڈم اینجلیک ڈیوڑھی میں گئی۔ توسگونہ دروازہ کھولنے کو حاضر تھی۔ اس نے عیار فرانسیسی عورت کی طرف نگاہ تجسس سے دیکھا۔ اور بشرہ کے آثار سے کامیابی کا حال معلوم کیا میڈم اینجلیک نے رشوت کے طور پر چند طلائی سکے اس کے ہاتھ میں دے دیے۔ مگر سگونہ کی تیز آنکھوں میں اس وقت جو غیر معمولی چمک پیدا ہوئی۔ وہ محض اس روپیہ کی وجہ سے نہ تھی فی الحقیقت اس تیز روشنی کی وجہ کو جہاندیدہ میڈم اینجلیک بھی معلوم نہ کر سکی۔ اور ایک لمحہ کے لیئے ان چمکدار روشن آنکھوں نے اس کے دل میں حیرت و خوف کا مبہم اثر پیدا کر دیا اس کے بعد جب وہ راجکماری اندرا کے بنگلہ سے نکلکر اس بے نظیر مشرقی حسینہ کو دام فریب میں پھنسانے کی کامیابی پر خوش ہوتی سڑک پر چل رہی تھی۔ توسگونہ کی پُراسرار سیاہ آنکھوں کی خوفناک روشنی غول بیابانی کی طرح اس کے ساتھ تھی اور وہ بے اختیار اس کی یاد سے سہمی جاتی تھی۔

آٹھویں جلد ختم ہوئی

نئی نو طبع اور نایاب کتابیں

آخر نقاب اُلٹ گیا ہیڈن ہل کے زبردست ناول "اَن ماسکڈ ایٹ لاسٹ" کا ترجمہ ایک نہایت پُر اسرار اور دلچسپ ناول ہے۔ جس کی صرف چند ایک جلدیں اتفاق سے مل گئی ہیں۔ ضرور طلب فرمائیے ۲۵۸ صفحے قیمت عہ

بہرام کی فراری ۔ بہرام کی گرفتاری کے بعد اس ناول کا لوگوں کو بہت عرصہ سے انتظار تھا جن لوگوں نے بہرام کے کارنامے پڑھے وہ یقیناً اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ تصویر دار سرورق ۱۱۱ صفحے قیمت عمر

قتل بیگناہ (ہر دو حصہ کامل) اس ناول میں دکھایا گیا ہے۔ کہ ذوالفقار ڈاکو کے بھائی چنگیز نے چلتی گاڑی کو کس ڈھنگ اور حیرت انگیز چالاکی سے ایک دم روک لیا اور خزانہ سرکار کو کس طرح لوٹا۔ پولیس نے ملزموں کی گرفتاری کے واسطے کیا کوشش کی۔ اور اس کا کیا انجام ہوا چنگیز ڈاکو اور اس کے مددگاروں نے کس عیاری سے سراغرساں محمود الحسن کے حقیقی چچا کو دام فریب میں پھنسا کر بیگناہ قتل کیا۔ مدت مدید کی تکلیفات اُٹھانے کے بعد جابباز محمود نے کس ڈھنگ سے چنگیز اور اس کے جتھے کو گرفتار کیا۔ اور اس کا کیا انجام ہوا۔ تصویر دار سرورق قیمت عہ ۱۲ر

بیگناہ قیدی ۔ (ہر دو حصہ کامل) گورنمنٹ کے کئی لاکھ روپیہ کا غبن۔ پولیس کی کوششوں کے باوجود کوئی سراغ نہ ملنا سرکار کا مجبور ہوکر ملزموں کی گرفتاری کے واسطے انعامی نوٹس جاری کرنا محمود بی۔ اے (علیگ) کا ملزموں کی گرفتاری کا ذمہ اٹھانا عیاروں کا خبردار ہوکر محمود کو پھنسانے کی خاطر اس کے تعاقب میں لگا رہنا۔ ایک عورت کو قتل کر کے محمود کی خوابگاہ کے پاس عجب عیاری سے رکھ دینا۔ اور خود ہی پولیس افسر بن کر محکمہ پولیس میں قتل کی اطلاع دینا۔ قیمت عہ ۱۲ر

کارنامجات انسپکٹر معصوم علی ۔ جاسوسی کے پُر پیچ اور حیرت انگیز واقعات دیکھنے ہوں۔ تو اس کو پڑھیں۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح انسپکٹر معصوم علی نے جو ایک مشہور ڈیٹکٹو تھا حیرت انگیز جاسوسی سے خون اور چوری کی وارداتوں کو برآمد کیا۔ ۱۴۷ صفحے تصویر دار سرورق قیمت ۱۴ر

اضطراب ۔ ایک پُر اسرار ناول جس میں جاسوسی کارناموں کی جھلک بھی موجود ہے۔ تصویر دار سرورق ۱۰۰ صفحہ قیمت ۱۴ر

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

مختصر کہانیوں کی دلچسپ اور قابل دید کتابیں

اگر آپ کو مختصر کہانیوں کے مطالعہ کا شوق ہو تو ذیل کی کتابیں ملاحظہ فرمائیے۔ ان میں بڑی دلچسپ اور پُر لطف کہانیاں درج ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کسی مکمل ناول سے کم دلکشی نہیں رکھتی

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

افسانہ بنگال - بنگلہ زبان کی ۸ چیدہ اور برگزیدہ کہانیوں کا ترجمہ رشستہ و رفتہ اردو میں - کوئی کہانی ایسی نہیں - کہ آپ اسے شروع کر کے نامکمل چھوڑ سکیں ۱۲۵ صفحے - قیمت ۱۲ ر

مصنوعی انسان (اور دوسرے افسانے) نہایت دلچسپ اور مقبول آریجنل کہانیوں کا مجموعہ (زیر طبع)

منشی پریم چند کے قلم سے

پریم بتیسی (دو جلدیں) ہندوستانی معاشرت پر ۳۲ دلچسپ کہانیوں کا مجموعہ - جن میں فطرت کا مطالعہ اور نازک ترین جذبات و احساسات کا ذکر کیا گیا ہے - قیمت ۸ر

مہاشہ سدرشن کے قلم سے

بنگال بتیسی - نامور بنگالی مصنفوں کی دلچسپ کہانیوں کا مجموعہ - حصہ اول میں ۱۳ کہانیاں یکجا کی گئی ہیں - جو سب نہایت دلچسپ اور قابل دید ہیں - ۳۰۲ صفحے قیمت عہ

صبح وطن - بارہ قومی کہانیوں کا مجموعہ - سرورق پر رنگین تصویر ۱۹۲ صفحات قیمت عہ ر

چندن ۱۵ کہانیوں کا ایک اور مجموعہ جن میں سے اکثر خاص طور پر دلچسپ ہیں ۲۰۰ صفحے قیمت عہ

قوس قزح - اسی مصنف کی دلچسپ کہانیوں کا مجموعہ - اس کا سرورق بھی رنگین اور باتصویر ہے قیمت ۱۲ ر

سدا بہار کے پھول مختصر کہانیوں کا ایک اور مجموعہ - ویسی ہی کہانیاں جیسی باقی کتابوں میں ہیں قیمت ۱۲ ر

مہاشہ شانتی نرائن کے قلم سے

گیان بھنڈار مشہور روسی مصنف ٹالسٹائے کی چند سبق آموز کہانیوں کا ترجمہ ہندوستانی قالب میں ۱۲ ر

حکیم احمد شجاع بی۔ اے کے قلم سے

حسن کی قیمت (اور دوسرے افسانے) جس میں عورت کی محبت - گناہ کی کشش اور نیکی اور بدی کی طاقت کو خوب دکھایا ہے - قیمت عہ ر

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

خونی تلوار

رینالڈس کے بے نظیر تاریخی ناول ہیبیکر آف گلنکو کا اردو ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہائت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر حاوی ہے۔ جیسا سنہ ۱۹۱۹ء میں امرت سر میں پیش آیا تھا۔ ایسے ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر۔ پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔

گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپ اٹھتا رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہیئے۔

حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حمائت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی مظالم کی نہ بھولنے والی داستان مکمل ۵۸۰ صفحہ قیمت للعہ روپیہ

نیا جیمس ریوینٹ ناول

باپ کا قاتل

مسٹر ای ماروکا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب لاہوری کے قلم سے

کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟

باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا اور اس کے نرم چمکیلے اور گھونگھر والے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے اور صرف امید اس کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ الٰہی یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!۔۔۔ یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس محبت دل میں خنجر بھونکدیں۔ جو ہر وقت اسی کے لئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا۔ ہائے کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے!

نہائت زوردار۔ بڑا پر درد۔ نہائت درجہ سبق آموز۔ مکمل ۲ جلدیں ۵۲۵ صفحے قیمت للعہ

ملنے کا پتہ

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو ہم نے اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کئے ہیں

جارج ڈبلیو ایم۔ رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	۵ عہ/ ۴
” (۵ حصے)	” (سلسلہ ثانی)	”	۲۶۶۴	۵ عہ/ ۱۲
باپ کا قاتل (۲ حصے)	میری سائڈ	منشی شمیم الدین صاحب پھلوری	۵۲۵	للعہ/ ۸
خونی تلوار	ہیبیکر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۸۵۸	لعہ/

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۰	للعہ/
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفشنز آف آرسین لوپین	”	۱۸۰	عہ/ ۴
چلتا پرزہ	آخری حصہ	”	۵۶	۸/
خونی ہیرا (۲ حصے)	ایرسٹ آف آرسین لوپین	”	۱۶۱	عہ/ ۸

ایڈگر جیپسن اور مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
نقلی نواب	آرسین لوپین	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۴۴	عہ/ ۸

ولیم نکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہشڈاپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۰	عہ/ ۸

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	ریجنٹس ڈاٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۳۴۰	۲/

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
روحوں کا خراج	ٹریبیوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۴۲۰	۱۰/

شاعر ربندرناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	---	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۳۵	۱۲
کانٹوں کا تاج	کٹ	...	۳۵	۴/

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور